بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ

بخاری شریف

کی حوضِ کوثر کے عنوان پر وارد روایات پر

مُحقّقانہ بحث

از

مفکرِ قرآن و محققِ مذاہبِ عالم

حضرت علامہ مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی

مہتمم دارالعلوم جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ شادیول (گجرات)

نام کتاب	:	بخاری شریف کی حوضِ کوثر کے عنوان پر واردروایات پر محققانہ بحث
مؤلف	:	محققِ اسلام علامہ مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی
مرتب	:	خادم علمائے اہلسنت قاری محمد سلیم نقشبندی جلالی
ناشر	:	انجمن تحفظِ عقایدِ اہلسنت شادیوال
کتابت	:	احسان اللہ شادیوال (کلیئر پرنٹرز)
پرنٹر	:	کلیئر پرنٹرز فرسٹ فلور رحمان پلازہ تمبل چوک گجرات
تعداد	:	1000
ہدیہ	:	50روپے صرف
تاریخ اشاعت	:	یکم رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

بندہ اپنی اس حقیر کاوش کو ان اہلسنت علمائے اسماء الرجال کی ذواتِ قدسیہ کی طرف منسوب کرتا ہے۔ جنہوں نے اپنی بے مثال اور قابل ستائش کوشش سے حق و باطل، صدق و کذب کے مابین فرق اور امتیاز بیان کر کے فن حدیث کی عدیم المثل اور لازوال خدمت کی۔ جس سے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو گیا۔ اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جعلی طور پر منسوب کی گئی روایات طشت از بام ہو گئیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ بندہ کی اس سعی کو مسلمانوں کیلئے مفید فرمائے۔

اور بندہ کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

بندہ ناچیز

مقبول احمد نقشبندی

عرضِ مرتب

نماز اچھی، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود ان کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں شاہِ بطحیٰ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

قارئین کرام!

زیرنظر کتاب میرے استاذی المکرّم مفکرِ اسلام ومحققِ مذاہب عالم حضرت علامہ مولانا مقبول احمد نقشبندی رضوی جلالی مدظلہٗ العالی کی ایک مستقل تحقیقی تصنیف ہے۔ استاذی المکرّم دورِ حاضر کے علمی وفکری میدان میں وہ مقام رکھتے ہیں۔ کہ ان کے بارے میں دلائل دینے کی چنداں ضرورت نہیں آپ کا علمی وفکری اور تحقیقی کام ایسی جدت اور اسلوب لیے ہوئے ہے کہ مدتوں تک ہر ذی شعور آپ کی خدمات جلیلہ کا اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے گا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر موضوع پر بات کرنے اسے سمجھانے اور شکوک و شبہات کو زائل کرنے کا جو خاص ملکہ اور سلیقہ عطا فرمایا ہے۔ وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ جس موضوع پر بول دیں وہ حرف آخر ہوتا ہے۔

علمائے کرام کی نظر میں اردو زبان میں ایسی محققانہ تصنیف اب تک نہیں گزری ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے قارئین حضرات کو شیعہ قوم کی خباثتوں سے آگاہی ہو جائے گی۔ کہ انہوں نے کس کس موقع پر اور کہاں کہاں دین اسلام میں

رخنہ اندازی کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی تنقیصِ شان ہی نہیں بلکہ انہیں (نعوذ باللہ) پکا جہنمی ثابت کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسے محدثین تک اپنی خباثتوں سمیت پہنچے۔

قارئین کرام!

قبلہ استاذی المکرّم کی اس تصنیف کے علاوہ چند تصانیف اور بھی ہیں۔

۱۔ الجواب المعقول

یہ کتاب شیعہ مصنف بابر علی کی طرف سے علمائے اسلام پر کیے گئے اٹھارہ سوالات کے جوابات پر مدلل، مسکت اور لاجواب تصنیف ہے۔

۲۔ فضائل حج وعمرہ

اس کتاب میں بڑے سلیس پیرائے میں حج وعمرہ کے فضائل اور ارکان حج و عمرہ کے بارے میں مسائل بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔ سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے؟

اس کتاب میں قبلہ استاذی المکرم نے اللہ رسول کے فضل و کرم اور اپنی علمی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ اہلسنت والجماعت مذہب الحمدللہ وہ مذہب ہے جس کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور اہل بیتِ اطہار رضوان اللہ علیھم اجمعین نے تبلیغ وترویج فرمائی۔

اور شیعہ فرقہ ایک ایسی قوم ہے جو کہ صحابہ کرام، اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم، قرآن وحدیث اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ اللہ تعالیٰ کی بھی گستاخ اور منکر

ہے۔اور شیعہ قوم کا اسلام، بانی اسلام اور اسلام کے ماننے والوں سے دور دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

۴۔ اہل بیت اطہار کا بے ادب کون؟ (زیرِ طبع)

۵۔ بخاری شریف کی (حوض کوثر کے عنوان پر وارد) روایات پر محققانہ بحث

آپ کے ہاتھ میں ہے پڑھیے پھر پڑھیے اور اس میں کی گئی بحث کو نظر انصاف سے دیکھیے اور اگر کوئی اشکال یا مغالطہ پیش ہو تو بندہ ناچیز کو آگاہ فرما کر مشکور فرمائیں۔

بندہ یہ کہنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ اپنی علمی کم مائیگی کے سبب اس کتاب کے مرتب کرنے کا حق ادا نہیں کر سکا کیونکہ قبلہ استاذی المکرّم نے اپنی بات کو جس انداز میں ہر قاری کے لیے قابل فہم بنا کر پیش کیا ہے۔وہ قابل صد ستائش ہے۔ یقیناً میں اس طرح اس کتاب کو پیش کرنے سے قاصر رہا ہوں۔لہذا قارئین سے التماس ہے کہ اگر دورانِ مطالعہ کوئی نقص لفظی وفکری خامی ملاحظہ فرمائیں تو اسے بندہ ناچیز کی تنگ دامانی علم پر محمول کرتے ہوئے تعمیری اصلاح فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اصلاح کر دی جائے۔اللہ تعالیٰ قبلہ استاذی المکرّم کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے۔اور ہمیں استاذی المکرّم کے بحرِ علم سے مزید علمی خوشہ چینی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہِ سید المرسلین۔

محمد ﷺ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر جان و مال اولاد سے پیارا

احقر: خادم علمائے اہلسنت قاری محمد سلیم نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سیدالانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

اما بعد

یہ مختصر مقالہ اہل ایمان کی خیرخواہی کے لیے تحریر کیا جارہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ بےکس پناہ میں قبول فرما کر مسلمانوں کو شیطان کے شر اور اس کے وسواس سے محفوظ رکھے آمین۔ بجاہ رسولہ الکریم نیز شیعیوں کے دجل وفریب، سازش اور کید ومکر سے اہل ایمان کو بچائے۔ آمین!

جاننا چاہیے کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ابتدا ہی سے سازشیں اور طرح طرح کی شرارتیں شروع کر دی گئیں تھیں۔ تاکہ اسلام ایک مکمل دین کی شکل اختیار نہ کرنے پائے۔ چنانچہ!

مسجد ضرار کا قیام:

اور محبوبۂ محبوب خدا، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما پر افک اور بہتان اس کا بیّن اور واضح ثبوت ہیں۔

چونکہ وہ دور نزول قرآن کا تھا حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر

نزول وحی کا زمانہ تھا۔ اور پھر اس وقت حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود بحیثیت معلم، متکلم اور مبلغ تشریف فرما اور موجود تھے۔ اس لیے کفار اور منافقین کی سازشیں کامیاب نہ ہو سکیں۔ ان کے مکر و فریب کو قرآن مجید نے بالکل نہ چلنے دیا۔ حضور سید الانبیاء کی موجودگی میں ان کے داؤ فریب اور دجل و مکر ''ھباء منثورہ'' ہو کر رہ گئے۔

جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یخادعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرونo

ترجمہ: وہ دھوکا دیا چاہتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے۔ اور ہرگز نہیں دھوکا دے سکتے مگر اپنی جانوں کو اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

اور فرماتا ہے۔

وقد مکروا مکرھم وعنداللہ مکرھم وان کان مکرھم لتزول منہ الجبالo

ترجمہ: بے شک انہوں نے اپنے مکر کیے۔ اور اللہ کے قبضے میں ہیں ان کے مکر اور اگرچہ ہیں ان کے مکر پہاڑوں کو ہلا دینے والے۔

چل سکے۔ ورنہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے مکروں کا یہ حال ہے۔ اور ایسے خطرناک ہیں کہ ان سے وہ انسان تو کیا پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا سکتے ہیں۔

قارئین کرام غور فرمایئے!

جب نزول قرآن کے وقت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں اسلام اور صحابہ کرام کے خلاف ان کی سازشوں کا یہ حال ہے۔ تو بعد میں ان کے مکائد اور سازشوں سے کون محفوظ رہ سکتا تھا یا رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علماء اسلام کی قبروں پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ جنہوں نے ہر دور میں منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ جس کی بدولت قرآن کی روشنی ہر ملک، ہر گاؤں اور گھروں میں موجود ہے۔

قارئین کرام!

اندازہ لگائیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان (صحابہ کرام) میں موجود نہ ہوتے۔ یا خدانخواستہ ان دنوں آپ کا وصال شریف ہو جاتا جب منافقوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ تو کس قدر فتنہ ہوتا۔ اسلام اور مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچتا اور ان کی سازشوں کو کس طرح معلوم کیا جاتا۔

اور اگر نزول قرآن کا عہد مبارک نہ ہوتا تو سیدہ ام المومنین کی

طہارت کا حال کیسے معلوم ہوتا۔ اور منافقین کے منہ کس طرح بند ہوتے۔

اور سورۃ المنافقون نازل نہ ہوتی تو سیدنا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولنے کا جو الزام منافقین نے لگایا تھا کیسے جانا جاتا۔ اور یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی موجودگی ہی میں ان کی طرف طرح طرح کے جھوٹ اور افتراء منسوب کرنے کا بدترین سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔

دیکھو مقدمہ مسلم شریف میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب مقدمات کی ایک لمبی چوڑی فہرست، سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت عالیہ میں پیش ہوتی ہے۔ جس کو دیکھ کر آپ فرماتے ہیں یہ سب کاروائی جعلی اور بے بنیاد ہے جو گمراہ اور بے دین لوگوں کی تیار کردہ ہے۔ جنہوں نے سیدنا حضرت علی کی طرف یہ مقدمات منسوب کر دیئے ہیں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما نے یہ کہہ کر ان مقدمات کو رد کر دیا۔

واللہ ما قضی بھذا علی الا ان یکون ضلیٰO

اللہ کی قسم اگر علی نے یہ فیصلے کیے ہیں تو گمراہ ہو کر کیے ہیں (معاذ اللہ)

یعنی ان کا گمراہ ہونا محال ہے اس لیے یہ ان کی طرف منسوب فیصلے بھی ان کے نہیں ہو سکتے۔ قابل غور بات ہے۔ کہ اس قسم کی کاروائیاں صحابہ

کرام کے مبارک دور میں ہو رہی ہیں۔ وہ تو صحابہ کرام کا عہد مبارک تھا جنہوں نے حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ اللہ کا قرآن سنا اور سمجھا وہ حضرات توان کی چالوں کو فوراً بھانپ جاتے۔

اور اگر یہی فیصلے جن کو سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما جعلی کاروائی بھانپ اور سمجھ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ اگر صحابہ کرام کے زمانہ کے بعد منظر عام پر آتے تو کیا بنتا اور کس قدر گمراہی پھیلتی اس قدر شدید تردید کے باوجود سیدنا حضرت علی کی طرف کیا کیا منسوب نہ کیا گیا۔ جس کو صحیح اور درست تسلیم کر لینے سے قرآن مجید اور اسلام کا جڑ ہی سے ستیاناس ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ) جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے۔

معزز قارئین کرام!

دشمنان اسلام کی سازشوں اور ان کے مکروفریب کا یہ حال ہے۔
حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی طرف بہتان عظیم کا۔

تو جب دشمنان اسلام کے مکروفریب کا یہ عالم ہو تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا اور کوئی محدث ان (دشمنان اسلام) کی خباثتوں اور چالوں سے کیسے بچ سکتا ہیں۔

مزید دیکھئے کہ عبداللہ بن سبا یہودی بے ایمان کا فتنہ ان تمام فتنوں سے خطرناک اور بڑھ کر تھا۔ جس کی وجہ سے امت مسلمہ میں وہ رخنہ پڑا ہے۔ جس کا مداوا اور علاج قیامت تک ہونا محال ہے۔ اور یہ فتنہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے دور میں رونما ہو چکا تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کوشش بسیار کے باوجود ختم نہ ہوسکا۔ جبکہ آپ حکمران اور خلیفہ بھی تھے۔ یعنی آپ کی پوری حکومت اس عظیم فتنہ کو ختم نہ کرسکی۔

یہ عبداللہ بن سبا کا فتنہ مسلمانوں کے خلاف ایسا پروان چڑھا جو کہ ہمیشہ کیلئے اسلام کی ترویج وترقی کی راہ میں رکاوٹ بنتا چلا آرہا ہے۔ اور ہر زمانے میں اس نے اور اس کے ماننے والوں نے اسلام اور ایمان کو وہ نقصان پہنچایا جس کی مثال ملنا دشوار اور محال ہے۔ رفض وخروج (شیعیت اور خارجیت) کے تمام تر فتنوں کا موجد یہی ملعون عبداللہ بن سبا بے ایمان ہے۔

تو جب دشمنان اسلام کے فتنے اس قدر گہرے اور خطرناک ہیں کہ ان بے ایمانوں نے ہمیشہ اپنے ناپاک عزائم اور منصوبوں کی تکمیل کیلئے بڑے بڑے نامور مسلمان سپوتوں، جرنیلوں، محدثوں اور علماء اسلام کا نام

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کے دجل وفریب سے کیسے محفوظ رہ سکتے تھے۔ جبکہ وہ ایسے زمانے میں تھے کہ نہ تو وہ نزول وحی کا زمانہ تھا۔ اور نہ قرآن مجید اتر رہا تھا۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ظاہری طور پر لوگوں میں تشریف فرما نہ تھے اور نہ ہی وہ مقدس جماعت اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھی۔

وہ علم اور تقویٰ جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ خاص تھا وہ ان کی رحلت کے ساتھ ہی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔

اور پھر ہر قسم کی گمراہی اور بے دینی پوری قوت اور طاقت کے ساتھ سر اٹھا چکی تھی۔ دین اسلام کے نام پر عوام الناس اور سادہ دل مسلمانوں کو دغا فریب، دھوکے اور دجل سے بہلا پھسلا کر بے دین بنانے کی کوششیں اور سرگرمیاں تیز تر ہوگئی تھیں۔

تو ان حالات میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی اور محدث، مفسر اور مؤرخ ان کے مکر وفریب سے کیسے محفوظ و مأمون رہ سکتے تھے۔ اور یہ بات بھی اپنی جگہ درست اور واقع ہے کہ بڑے بڑے بزرگ غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اس سے ان کے ''عادل'' اور ''ثقہ'' ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔

چنانچہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما کی ایک روایت سیدہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ صلواۃ اللہ علیہا کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے فرمایا۔

اَمّا انه لم یکذب ولکنه نسی او اخطاءo

یعنی انہوں نے جھوٹ نہیں بولا لیکن بھول گئے یا خطا کی۔

اور مسلم شریف کتاب الجنائز میں حضرت سیدہ کائنات ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول مبارک بھی موجود ہے۔ آپ فرماتی ہیں۔

انکم لتحدثون عن غیر کاذبین ولا مکذبین ولکن السمع یخطئ o

ترجمہ: تم لوگ نہ خود جھوٹے ہو اور نہ تمہارے راوی جھوٹے ہیں۔ لیکن کان غلطی کر جاتا ہے۔ (مسلم شریف صفحہ ۳۰۳)

اور احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے کچھ دن ترک کلام کیا تو جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دینا سمجھ لیا۔

چنانچہ مسجد نبوی شریف میں عین منبرِ رسول کے پاس بیٹھ کر صحابہ کرام یہ گفتگو کر رہے تھے۔ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کرتے ہیں۔ تب پتہ چلتا ہے کہ یہ بات غلط مشہور ہو رہی ہے۔ محدثین نے لکھا کہ یہ بات بھی واقعہ افک کی طرح اولاً کسی منافق نے پھیلا دی تھی۔ جس سے بہر حال عظیم الشان صحابہ کرام غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔

قارئین کرام غور فرمایئے!

اس واقعہ پر کہ وہ تمام صحابہ کبار تھے۔

سب کے سب سچے صادق اور ثقہ تھے۔

مگر قرائن اور قیاس سے وہ اس غلط فہمی کا شکار ہو رہے تھے۔ اگر خدا نخواستہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی حالت میں وصال شریف ہو جاتا تو کس قدر فتنہ کھڑا ہو جاتا۔ کیا بنتا اور یہ نہ سمجھا جاتا؟

کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی ازواج پاک کو طلاق دے دی ہے۔ جو کہ سراسر واقعہ اور اصل کے خلاف ہوتا۔

اور امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین کے دور خلافت میں

سبائیوں اور باغیوں نے آپ کے خلاف جو طوفان بدتمیزی کھڑا کیا۔ اس کو دیکھ لیں خود خط لکھ کر اور اس پر آپ (یعنی عثمان غنی) کی جعلی مہر لگا کر آپ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ جبکہ آپ کا اس تمام کاروائی کو جعلی اور خود ساختہ قرار دینے کے باوجود اس کی تشہیر کر دی گئی۔

نیز سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی مذکورہ خط کو جعلی اور سبائیوں کی خود ساختہ سازش قرار دے کر رد کر دیا تھا۔ اس کے باوجود انہوں (سبائیوں) نے وہ خط آپ (یعنی عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کی جانب منسوب کرتے ہوئے عوام الناس میں مشہور کر دیا تھا۔

بعد میں سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے بھی سبائیوں نے خطوط لکھ کر مختلف علاقہ جات کی طرف روانہ کیے جن کا سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سختی سے انکار اور رد کیا۔

یاد رہے یہ تمام کاروائی قرنِ اول میں کی گئی جبکہ بے شمار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود تھے۔ اور نصف دور خلافتِ راشدہ ہنوز باقی اور موجود تھا۔

قارئین عظام!

بخاری شریف کے صحیح ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ معاذ اللہ

قرآن کی طرح صحیح ہے۔ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ذلک الکتاب لا ریب فیہ O

ترجمہ: یہ وہ کتاب ہے جس میں شک نہیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ دنیا میں دوسری کوئی بھی ایسی کتاب موجود نہیں جو قرآن مجید کی طرح درست اور دشمنان اسلام کے شر سے محفوظ ہو۔ ورنہ قرآن کا یہ دعویٰ غلط ہو کر رہ جائے گا۔ اور لا ریب فیہ قرآن کا خاصہ نہیں رہے گا۔ اور قرآن پاک کا یہ دعویٰ

فأتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھدآء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین O

ترجمہ: پس لاؤ کوئی سورت مثل اس کی اور بلالاؤ تم اللہ کے مقابلے میں اپنے مددگاروں کو اگر تم سچے ہو۔ (غلط ہو کر رہ جائے گا)۔

نیز قرآن مجید کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اول تا آخر ہر دور اور ہر زمانے میں حرف بحرف ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون O

ترجمہ: بے شک ہم نے نازل کیا قرآن کو اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

اور چوبیسویں پارہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لایاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید

ترجمہ: باطل اس کے آگے اور پیچھے سے نہیں آ سکتا۔ اتارہوا ہے حکمت والے سراہے ہوئے کی طرف سے۔

تو یہ صرف اور صرف قرآن مجید کا خاصہ ہے اور خاصہ کی تعریف یہ ہے۔

یوجد فیه مالا یوجد فی غیره. خاصة الشیء مالا یوجد بدون الشیء و الشیء قد یوجد بدونها o

اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کا وہ خاصہ ہے۔ اس کے ماسوا میں نہ پایا جائے تو بخاری شریف کے متعلق کون سی نص قطعی یا دلیل ہے کہ وہ من وعن اول تا آخر ہر دور اور ہر زمانے میں بالکل صحیح اور محفوظ ہے۔ جس میں کوئی ردو بدل نہیں ہوسکتا ایسی کوئی دلیل اور ثبوت قطعی موجود نہیں ہے۔ کہ وہ شیطان صفت اور گمراہ کن لوگوں کی دسترس سے ہر دور میں محفوظ رہی ہو۔ جبکہ ہمارے نزدیک حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا تقویٰ، طہارت اور نیک نیتی مسلّم ہے۔ لیکن یہ امکان اور احتمال اپنی جگہ قائم ہے۔ کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی خبیث نے کوئی مداخلت یا دراندازی کر کے چند روایات اپنی مرضی کے مطابق بخاری شریف میں اپنی

طرف سے دھسوڑدی ہوں۔

اور یہ بھی کوئی بعید اور محال نہیں ہے کیونکہ شیطان ملعون تو انبیاء علیہ السلام پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی تھی۔اس میں بھی مداخلت کرنے سے نہیں چوکتا تھا۔جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔

وما ارسلنا من قبلک من رّسول ولا نبیّ الآ اذا تمنّیٰ القی الشّیطن فی امنیّته ج فینسخ اللّه ما یلقی الشّیطن ثمّ یحکم اللّه آیته ط واللہ علیم حکیم o لّیجعل ما یلقی الشّیطن فتنة لّلّذین فی قلوبهم مّرض وّالقاسیة قلوبهم ط وان الظّلمین لفی شقاق بعید o (سورۃ الحج آیت نمبر ۵۲ اور ۵۳)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گذرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے o تا کہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو فتنہ کر دے ان کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور بے شک ظالم دور کی گمراہی میں ہیں۔

(تفسیر از کنز الایمان مع نور العرفان)

تفسیر: ۵ اس سے معلوم ہوا کہ ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا من رآنی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل لی۔ لیکن جب بھی شیطان آواز میں مشابہت پیدا کر کے غلطی میں ڈال دے تو رب اس غلطی کو دور فرما دیتا ہے۔ شبہ باقی نہیں رہتا۔ ۶ شان نزول جب سورۃ والنجم نازل ہوئی تو حضور نے مسجد حرام میں اس کی تلاوت فرمائی بہت ٹھہر ٹھہر کر تا کہ لوگ غور کر سکیں۔ جب ومناۃ الثالثۃ الاخری فرما کر ٹھہر تو شیطان نے مشرکین کے کان میں کہہ دیا تلک الغرانیق العلی وان شفاءِ تھن لا ترجی یعنی یہ بت اونچی شان والے ہیں ان کی شفاعت کی امید ہے۔ کفار غلطی سے سمجھے کہ حضور نے یہ فرمایا ہے تو بہت خوش ہو کر سجدۂ شکر میں گر گئے۔ کہ حضور نے ہمارے بتوں کی تعریف کی۔ (کنز الایمان مع نور العرفان صفحہ ۵۳۹ حاشیہ نمبر ۵ اور ۶)

اور دیکھیئے!

احقر کے نزدیک بہترین اور سہل ترین تفسیر وہ ہے جس کی مختصر اصل سلف سے منقول ہے۔ یعنی تمنیٰ کو بمعنی قرأت و تلاوت یا تحدیث کے اور امنیت کو بمعنی متلو یا حدیث کے لیا جائے مطلب یہ ہے کہ کہ قدیم سے یہ عادت رہی ہے۔ کہ جب کوئی نبی یا رسول کوئی بات بیان کرتا یا اللہ کی آیات

پڑھ کر سناتا ہے۔شیطان اس بیان کی ہوئی بات یا آیت میں طرح طرح کے شبہات ڈال دیتا ہے۔یعنی بعض باتوں کے متعلق بہت لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کر کے شکوک وشبہات پیدا کر دیتا ہے۔

(تفسیر شبیر احمد عثمانی دیوبندی صفحہ ۴۵۰)

مزید دیکھیے!

تمنّیٰ کے دوسرے معنی کے لحاظ سے مفہوم ہوگا کہ جب بھی اللہ کا رسول یا نبی وحی شدہ کلام پڑھتا اور اس کی تلاوت کرتا ہے تو شیطان اس کی قرأت وتلاوت میں اپنی باتیں ملانے کی کوشش کرتا ہے یا اس کی بابت لوگوں میں شبہے ڈالتا اور مین میخ نکالتا ہے۔اللہ تعالیٰ شیطان کی رکاوٹوں کو دور فرما کر یا تلاوت میں ملاوٹ کی کوشش کو ناکام فرما کر یا شیطان کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا ازالہ فرما کر اپنی بات کو یا اپنی آیات کو محکم (پکا) فرما دیتا ہے۔اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے۔کہ شیطان یہ کارستانیاں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو رسول اور نبی آئے سب کے ساتھ ہی یہی کچھ کرتا آیا ہے۔تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائیں نہیں شیطان کی ان شرارتوں اور سازشوں سے

جس طرح ہم پچھلے انبیاء علیہم السلام کو بچاتے رہے ہیں۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی محفوظ رہیں گے۔ اور شیطان کے علی الرغم اللہ تعالیٰ اپنی بات کو پکا کر کے رہے گا۔

(شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ پریس کمپلیکس صفحہ ۹۲۹)

قارئین کرام!

وہ تو انبیاء کرام اور اولوالعزم رسول (صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین) تھے اور پھر ان پر وحی کا سلسلہ بھی جاری و ساری تھا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی اپنے رسولوں اور اپنی وحی کا خود محافظ تھا اس لیے شیطان کی خباثتیں اور مکر و فریب نہ چل سکے۔ قرآن میں یہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی نبی پر وحی بھیجتا تو حامل وحی سیدنا جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ بطور محافظ اور پہرے دار فرشتے مقرر کر دیتا۔ تا کہ اس (وحی) میں شیاطین کی مداخلت نہ ہونے پائے۔ اور یہ وحی یا حکم من وعن متعلقہ نبی و پیغمبر تک پہنچ جائے۔

جب شیطان، اس کے حزب اور گروہ کی شرارتیں اس قدر خطرناک اور حد سے بڑھی ہوئی ہوں تو لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا۔

کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ وغیرہ کی تصنیفات و تالیفات کیسے محفوظ و مامون رہ سکتی ہیں۔

فا عتبروا یا اولی البصار

یہ بھی ممکن ہے کہ دشمنانِ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ کے روپ میں حضرت امام بخاری مرحوم ومغفور کو دھوکا اور فریب سے آپ کے سامنے یہ روایات بیان کر دی ہوں جن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبار رضوان اللہ علیھم اجمعین کا ارتداد ثابت ہوتا ہے۔ آپ نے ان کے ظاہری تقویٰ کو دیکھ کر حسن ظن کرتے ہوئے قبول کر لی ہوں۔

جب شیطان ملعون سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو دھوکا دے سکتا ہے جو نبی اور معصوم تھے۔

تو وہی شیطان اور اس کا گروہ اگر حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو دھوکا دے دے تو کونسا امر محال ہے۔ جبکہ آپ معصوم بھی نہیں۔

قارئین کرام!

صحابہ کرام کی جماعت وہ جماعت ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اٹھاسی (۸۸) مرتبہ مومن اور ایماندار فرمایا ہے۔

دیکھئے قرآن میں اٹھاسی (۸۸) مرتبہ یایھا الذین امنو آیا ہے۔

جس کا ترجمہ یہ ہے۔

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو''

تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ ان پیارے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔ وہ کون لوگ تھے جو نزول آیات کے وقت موجود بھی ہوں اور ان آیات کے نزول سے قبل اور پہلے ایمان بھی لا چکے ہوں۔

تو جن حضرات کو اللہ تعالیٰ ایمان والا فرمائے پھر ایک دو دفعہ نہیں بلکہ پورے اٹھاسی (۸۸) مرتبہ

یقیناً وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے۔ علیم بذات الصدور ہے۔ تو جن کو وہ ایمان دار فرمائے وہ کبھی مرتد اور کافر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں ہو سکتے۔ ورنہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا لازم آئے گا۔

نیز ان کے ایمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ما کان اللہ لیضیع ایمانکم○

اللہ کی شان نہیں کہ وہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے۔

یعنی تمہارے ایمان کی حفاظت کرنے والا خود اللہ ہے اور اللہ کا تم

سے وعدہ ہے کہ تمہارا ایمان ضائع نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ان اللہ لا یخلف المیعادo

بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا

اور صحابہ کرام کی وہ جماعت جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہo

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو۔ کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو۔

غور کرو کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور انہیں تمام امتوں سے بہتر امت فرما رہا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ براہ راست مخاطب کر کے فرما رہا ہے کہ تم بہترین امت ہو تو ظاہر ہے کہ نزول آیت کے وقت جو لوگ موجود تھے جن کو اللہ تعالیٰ خطاب کے صیغوں اور ضمیروں سے مخاطب کر کے انہیں ارشاد فرما رہا ہے تو لازماً اس کا جواب یہی ہوگا۔ کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

مزید سنیئے!

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ایمان کی گواہی دیتا ہے۔

والذین امنوا وھاجروا وجھدوا فی سبیل اللہ والذین اوَوا وّنصروآ اولٰئک ھم المومنین حقا ط لھم مغفرۃ ورزق کریم (الانفال)o

ترجمہ: جولوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے ان کو پناہ دی اوران کی مدد کی یہی لوگ سچے مومن ہیں ان کے لیے بخشش اورعزت کی روزی ہے:۔

تو وہ لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین ہی تھے جونزول آیت سے پہلے یہ کام کر چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

والسبقون الاولون من المھٰجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعدّ لھم جنت تجری تحتھا الانھر خلدین فیھا ابدا ط ذلک الفوز العظیم

(سورۃ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ: جومہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جنہوں نے ان کی پیروی کی اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اللہ

نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔
جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔
اللہ تعالیٰ ان کے ہمراہ اور ساتھ رہنے کا اپنے محبوب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے۔
چنانچہ حکم ہوتا ہے۔

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ
والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم.

ترجمہ: اے محبوب روک رکھیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے آپ کو ان
لوگوں کے ساتھ جو صبح شام اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ صرف اسی کی
رضا چاہنے کیلئے۔ آپ ان سے اپنی نگاہ کرم نہ پھیریں۔
مزید پڑھیے قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ
الیکم الکفروالفسوق والعصیان ط اولئک ھم الرشدون .
فضلا من اللہ و نعمۃ واللہ علیم حکیمo

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنا دیا ہے اور اسے
تمہارے دلوں میں مزین کر دیا ہے۔ اور کفر کو اور گناہ کو اور ہر قسم کی نافرمانی کو

تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنادیا ہے۔یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہ ان پر اللہ کا فضل اور اس کا انعام ہے۔اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

قارئین کرام!

جن پاک لوگوں کے ایمان کی حالت اللہ تعالیٰ اس طرح کھول کر بیان فرمائے تو کیا وہ کسی وقت مرتد ہو سکتے ہیں؟ (معاذ اللہ) اس سے تو لازم آئے گا کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے غلط بیانی فرمائی یا پھر (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی جہالت لازم آئے گی۔تو اس سے یہی بہتر نہیں ہے کہ ایسی روایات سے صَرفِ نظر کیا جائے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور اس کا فرمان بھی لاریب

اور وہ خود فرماتا ہے من اصدق من اللہ قیلا۔

اور یقیناً اس قسم کی روایات غلط ہیں اور صحیح نہیں ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ایمان تو کیا ان کے نیک اعمال بھی اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔قرآن پاک میں اس عنوان کی بہت ساری آیات موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک آیت مقدسہ درج کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذین آمنوا و عملوا الصلحت انا لا نضیع اجر من احسن عملا

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے بے شک ہم نہیں ضائع کرتے ان کے اچھے اعمال کو۔

قارئین کرام اپنے انصاف سے بتائیں!

جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ ارشادات فرمائے اور جن کی عظمت شان اور بلندیٔ درجات سے قرآن بھرا پڑا ہو وہ بھلا ایمان سے کیسے پھر سکتے ہیں۔اور معاذ اللہ وہ کیسے مرتد ہو سکتے ہیں۔

لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا۔کہ یہ روایات دشمنانِ اسلام کی کارستانیاں ہیں اس لیے اس عاجز نے ان کا سراغ لگا کر اور پوری تحقیق کے بعد معلوم کیا ہے کہ یہ روایات صحیح اور درست نہیں ہیں۔

اولاً: تو اس لیے کہ یہ روایات صریحاً قرآن مجید کے خلاف ہیں۔

ثانیاً: اس لیے کہ ان کے راویوں پر زبردست جرح موجود ہے۔ (جو آگے آ رہی ہے۔)

ثالثاً: معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایات حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد دشمنانِ اسلام نے بخاری شریف میں داخل کر دی ہیں۔

آخر میں بندہ ناچیز علماء کرام کی خدمت عالیہ میں گذارش کرتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کے ساتھ تمسک اور رابطہ پیدا کریں۔بے سرو پا

روایات کو رواج دینے اور ان کی ترویج و اشاعت سے اجتناب اور پرہیز کریں۔ کیونکہ قرآن وحدیث سے ہی وابسطہ ہو کر قوم نجات پاسکتی ہے۔

مگر آج جہالت کا دور دورہ ہے۔ آج ہماری اکثر محافل بے اصل اور بے بنیاد روایات وخرافات سے گونج رہی ہیں۔ اور ان پر سینما کا رنگ غالب ہے۔ یہ مجالس اور محافل کیا ہیں عام طور پر افسانوی انداز اور ڈرامائی شاہکار ہیں۔ مقرر حضرات جھوم جھوم کر اشعار و قصائد پڑھتے ہیں۔ فضول قصے کہانیاں سناتے اور گمراہ کن روایات پیش کرتے ہیں۔ اور حاضرین ایسے ہیں کہ بیٹھے حظِ نفس کا مزہ لیتے سر دھنتے ہیں۔ اور مزید ظلم یہ کہ ان تمام خرافات کو عین دین سمجھ کر وجد کرتے نظر آتے ہیں۔

آج کل کے تمام تر اختلافات وانتشارات صرف اور صرف ترکِ قرآن کا نتیجہ ہے۔ لوگوں نے قرآن پاک کے مقابلے میں غلط، جعلی اور بے بنیاد روایات اختراع کرلیں ہیں۔ اور قرآن مجید کو ان (روایاتِ اختراعیہ) کے تابع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور قرآن مجید کی معنوی تحریف کی جاتی ہے اور ایسی اختراعی روایات ہر فرقے اور ہر مذہب نے گھڑ رکھی ہیں۔

قارئین کرام!

ان روایات کو ترک کرنا ہوگا۔

ان بندھنوں سے نکلنا ہوگا۔

تا کہ قرآن پاک سے تعلق اور ربط پیدا ہو سکے آج بھی اگر تمام اسلام کے دعوے دار قرآن کو اللہ کا فرمان سمجھ کر اس سے سچی لو لگا لیں اور اس کو مضبوطی سے تھام لیں جیسا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ تو تمام اختلافات دور ہو سکتے ہیں۔ آج بھی لوگ ایک پلیٹ فارم پر آ سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کا معنی ہی جوڑنے والا ہے۔ جمع کرنے والا اکٹھا کرنے والا ہے۔ اگر کوئی اور قوم اپنی کتاب کو چھوڑ کر روایات کی دلدل میں پھنس جائے تو اتنا افسوس نہیں۔ لیکن مسلمان قوم جسے قرآن مجید جیسی بے نظیر نعمتِ عظمٰی اور بے مثال رحمت عطا ہوئی ہو اور یہ اسے گلدستۂ طاق نسیاں بنا کر فضولیات میں کھو جائے تو تحیّر کی انتہا ہے۔ تاتأسف کی کوئی حد۔

اگر آج بھی مسلمان متروک و مہجور قرآن کو سینے سے لگا لیں اور عقائد و نظریات، تصورات اور اعمال و کردار کی اساس و بنیاد قرآنی انوار سے استوار کر لیں تو آج بھی یہ تمام فتنے ختم ہو سکتے ہیں۔ اور آپس میں کٹے پھٹے مسلمان پھر سے شیر و شکر ہو سکتے ہیں۔

لیکن افسوس ہے کہ اکثر جاہل قسم کے واعظ اور گمراہ کن شاعر مذہبی

سٹیج بلکہ منبرِ رسول پر بیٹھ کر قرآن کو نظر انداز کر کے خانہ ساز روایات وخرافات کے ذریعے بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمانوں اور حاضرین کو پھسلاتے ہیں وہ (واعظ) دراصل مسلم امۃ کا بیڑہ غرق کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ قرآن وحدیث اور مسلک وملت کے مفاد سے غداری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کے جذبات سے کھیل کر اپنا الوسیدھا کرتے ہیں پوری قوم اور ملت اسلامیہ کا ستیاناس کر رہے ہیں۔

شیرازۂ حیات بکھرتا چلا گیا
وہ تھے کہ زلف اپنی سنوارے چلے گئے
مگر آہ!

صرف تبلیغی سٹیج پر قرآن کے جلوہ گر ہونے سے بگڑی نہیں بنے گی۔

تیری وفا سے کیا ہوتلافی کہ دہر میں
تیرے سوا بھی ہم پر بہت ستم ہوئے

صرف منبرِ وعظ وتبلیغ وتقریر پر قرآن مجید کے آجانے (پڑھ لینے) سے کایا نہیں پلٹے گی۔ جب تک مسندِ درس وتدریس پر قرآن جلوہ فرمانہ ہو۔

صرف نغمے ہی نہیں لَے بھی بدلنی ہو گی

باغبانوں نے سنا ہے کہ چمن بیچ دیا

ہماری بدنصیبی کی کوئی انتہا ہے؟ کہ جن مدارس کا مقصد ہی تعلیم قرآن ہے وہاں بھی اگر نہیں ہے تو تعلیم قرآن ہی نہیں۔

مدرسوں میں ہے وہ بحث کلامِ منطق
اور قرآن کے اسرار چھپا رکھے ہیں

قوائد و فنون، ادب و معانی، منطق و فلسفہ وغیرہ یہ سب علوم قرآنی کے مبادیات و ذرائع ہیں۔ مگر آج عموماً انہی ذرائع کو ہی مقصد سمجھ لیا گیا ہے اور اکثر متعلم مبادیات ہی میں عمر عزیز گذار دیتے ہیں اور گوہر مقصود کی شکل تک نہیں دیکھ پاتے۔ گویا یہ ایسے مسافر ہیں جو عمر بھر شب و روز سفر ہی کرتے رہتے ہیں اور منزل سے نا آشناء محض رہتے ہیں۔

کون ہے جو ان کی بادیہ گردیوں، صحرانوردیوں، ناکامیوں اور نامرادیوں پر چار آنسو نہ بہائے گا۔

اس موج کی قسمت پر روتی ہے بھنور کی آنکھ
جو دریا سے اٹھی لیکن ساحل سے نہ ٹکرائی

طرفہ تماشہ یہ

کہ واعظ ہوں یا مبلغ و معلم اور متعلم یہ سب کھاتے قرآن

ہی کے نام پر ہیں۔ دنیا ان کی خدمت اور عزت یہ سمجھ کر کرتی ہے کہ یہ لوگ قرآن کے خادم اور ناشر ہیں۔

کس درجہ کے ظالم ہیں یہ لوگ کہ قرآن کے نام پر کھا کر بھی اس کا نام تک نہیں لیتے۔

اور کس قدر مظلوم ہے قرآن، کہ جن کو اس کے نام پر روٹی ملتی ہے۔ وہ بھی اس کے نہیں بنتے۔

دور گردوں میں کسی نے اپنی غم خواری نہ کی
دشمنوں نے دشمنی کی یاروں نے یاری نہ کی

☆☆☆☆☆☆

اٹھ کر ناسازئ ماحول سے صف آراء ہو
زندگی نام ہے ماحول سے لڑتے رہنا

اغیار نے قرآن کی مخالفت میں اپنا خون پسینہ ایک کر دیا اور اشاعت قرآن کی مزاحمت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ اس کا کوئی غم نہیں۔ افسوس ہے تو اس بات کا کہ اس رحمتِ کبریٰ اور نعمتِ عظمیٰ کو اپنوں نے بھی نہیں اپنایا اس نعمت کبریٰ کو ہم نے بھی سینے سے نہیں لگایا۔

نہیں غم کہ دشمن ہے سارا زمانہ

مگر آہ کہ تم نے بھی اپنا نہ جانا

ہماری کوشش بھی زیادہ تر روایات و حکایات کو رواج دینے پر صرف ہوئی۔ اس سے اوپر نظر اٹھا کر ہم نے بھی نہ دیکھا۔

یہ امت روایات میں کھو گئی

حقیقت خرافات میں کھو گئی

کتنا لرزہ انگیز یہ تصوّر ہے۔

کہ مبادا روزِ محشر حضور پر نور شافع محشر کا دستِ رحمت ہمارا گریبان گیر ہو اور حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری شفاعت کی بجائے ہمارے خلاف دربار خداوندی میں یہ استغاثہ پیش کریں۔

کہ

وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا O

﴿ وما توفیقی اللہ باللہ ﴾

اب وہ روایات پیش کی جاتی ہیں جو زیر بحث لائی گئی ہیں۔

پڑھیے اور غور فرمایئے!

روایت نمبرا:

حدثنا محمد بن کثیر حد ثنا سفیان حد ثنا مغیرہ بن

النعمان ثنی سعید بن جبیر اراہ عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم قال انکم محشرون حفاة عراة غرلا ثم قراء کما بداء نا اوّل خلق نعیده وعدا علینا انا کنا فاعلین و اوّل من یکسی یوم القیمة ابراهیم وان ناسا من اصحابی یؤخذ بهم ذات الشمال فا قول اصحابی اصحابی فیقول انهم لم یزالوا مرتدین علیٰ اعقابهم منذفارقتهم فا قول کما قال العبد الصالح و کنت علیهم شهید ما دمت فیهم الی قوله العزیز الحکیم بحوالہ بخاری شریف صفحہ (۴۷۳) جلداول

ترجمہ: محمد بن کثیر مغیرہ بن النعمان، سعید بن جبیر امام بخاری کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ' سے راویت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا حشر برہنہ پاؤں ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے ابتداء میں جس طرح پیدا کیا تھا اسی طرح ہم دوبارہ لوٹائیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہمارے ذمہ ہے اور ہم اسے ضرور پورا کریں گے اور قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اور اس روز میرے چند اصحاب کو بائیں جانب لے جایا جارہا ہوگا۔ تو میں

کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد یہ لوگ مرتد ہو گئے اور اپنے پچھلے دین کی طرف لوٹ گئے۔ سو میں اسوقت ایسا ہی کہوں گا جیسا کہ اللہ کے نیک بندے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اور میں ان لوگوں پر گواہ رہا جب تک ان میں رہا۔ جب تو نے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا محافظ تھا۔ الی العزیز الحکیم۔

اب روایت کے راویوں پر نقد و جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن کثیر ہے۔

محمد بن کثیر نام کے پانچ چھ راویوں کو صاحبِ میزان زیرِ بحث لایا ہے۔ اور وہ سب کے سب غیر معتبر ہیں۔

ان کے متعلق بحث اور جرح پڑھیے۔

محمد بن کثیر السلمیٰ البصری القصاب قال ابن المدینی ذاھب الحدیث قال الدار القطنی وغیرہ ضعیف۔

ترجمہ: محمد بن کثیر سلمیٰ بصری قصاب، ابن مدینی نے کہا کہ یہ ذاہب الحدیث ہے۔ دارالقطنی وغیرہ نے کہا کہ یہ ضعیف ہے۔

دوسرا محمد بن کثیر القرشی الکوفی ابواسحاق ہے۔ اس کے متعلق دیکھیں۔

وقال ال بخاری کوفی منکر الحدیث

ترجمہ: امام بخاری کہتے ہیں۔ کہ یہ کوفی منکر حدیثیں روایت کیا کرتا تھا۔

راوی عباس "عن یحی قال شیعی قال ابن عدی الضعف علی حدیثه بین

ترجمہ: راوی عباس یحیٰ سے کہتے ہیں۔ وہ شیعہ ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی حدیثوں میں واضح ضعف ہے۔

نمبر ۳ محمد بن کثیر العبدی البصری ہے۔

اس کا حال یہ ہے۔

" و روا احمد بن ابی خیشمه قال لنا ابن معین لا تکتبوا عنه لم یکن بالثقه"

ترجمہ: احمد بن ابی خیشمہ نے کہا۔ کہ ہم سے ابن معین نے فرمایا۔ کہ اس سے کوئی روایت نہ لکھی جائے۔ کیونکہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

نمبر ۴ محمد بن کثیر المصیعی ابو یوسف ہے۔

اس کے بارے میں لکھا ہے۔

ضعفه احمد وقال النسای وغیره لیس بالقوی و قال عبدالله بن احمد ذکر ابی محمد بن کثیر المصیصی فضعفه

جدا و قال ایضا یروی ایشیاء منکرۃ ہ

ترجمہ: اور امام احمد نے اس کے ضعیف ہونے کا قول کیا ہے۔اور نسائی وغیرہ نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے۔اور عبداللہ بن احمد نے کہا میرے باپ نے محمد بن کثیر مصیصی کا ذکر کیا تو فرمایا کہ وہ بہت ہی ضعیف ہے۔اور یہ بھی فرمایا کہ وہ منکر اشیاء (یعنی روایتیں) روایت کرتا تھا۔

(المیزان جلد۴ صفحہ ۱۷، ۱۸)

نیز اس کے بارے میں کافی طویل بحث ہے۔

نمبر۵: محمد بن کثیر بن مروان الفھر ی الشامی ہے۔

اس کے متعلق لکھا ہے۔

"قال ابن معین لیس بالثقہ اساء الثناء علیہ البغوی و قال ابن عدی روٰی بواطیل"

ترجمہ: ابن معین کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔بغوی نے اس کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔اور ابن عدی نے کہا کہ وہ باطل روایات بیان کرتا تھا۔

نمبر۶: محمد بن کثیر بن سھل الرازی ہے۔

وہ غیرہ معروف مجہول اس قسم کا ہے۔

"روی احادیث قالہ الخطیب قلت لا یعرف

ترجمہ: اس نے حدیثیں روایت کیں۔ خطیب نے کہا کہ میں کہتا ہوں۔ وہ
غیر معروف، مجہول ہے۔

(المیز ان جلد ۴ صفحہ ۱۷ تا ۲۰) لسان المیز ان صفحہ ۳۵۱ تا ۳۵۲)

تھذ یب التھذ یب اسی نام کی بحث

(تقریب التھذ یب صفحہ ۳۰۲)

(قانون الموضوعات والضعفاء)

محمد بن کثیر کوفی شیعہ ہے۔

اور محمد بن کثیر بن مروان شامی متروک ہے۔ (صفحہ ۳۹۴)

محمد بن کثیر القرشی قال احمد حرقنا حدیثه

ترجمہ: (ہم نے اس کی حدیثیں جلا ڈالیں)

قال البخاری:

منکر ا لحدیث: منکر حدیثیں روایت کرتا تھا۔

(البانی جلد دوم صفحہ ۷۸،۷۹)

محـمـد بن کثیر الفهری متروک قال ابن عدی روای اباطیل . (البانی جلد ۵ صفحہ ۲۷)

ترجمہ: محمد بن کثیر فری متروک ہے ابن عدی نے فرمایا کہ وہ باطل روایات

بیان کرتا تھا۔

اس روایت کا دوسرا راوی سفیان بن عیینہ ہے وہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن وہ بھی تدلیس کرلیا کرتا تھا۔

و کان یدلّس (میزان جلد۲ صفحہ ۱۵)

ترجمہ: اور مدلّس تھا۔

الا انه تغیر حفظه باٰخره کان ربما یدلّس (تقریب صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ: مگر یہ کہ آخر میں اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اور بہت دفعہ تدلیس کیا کرتا تھا۔

بلکہ اس میں تشیّع پایا جاتا تھا۔ وہ اگر ایسی روایت اور حدیث نقل کرتا جس میں صحابہ کبار کا ذکر ہوتا تو جان بوجھ کر صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ میں سے بعض کو حذف کر دیتا اور گرا دیتا تھا۔

چنانچہ تھذیب میں موجود ہے کہ ابن عیینہ نے ایک دفعہ ایک حدیث بیان کی جس میں امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، کا ذکر تھا تو اس نے آپ کا ذکر ترک کر دیا۔ جب کسی نے سوال کیا کہ کیا اس حدیث میں سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ ہے تو سہی لیکن میں نے جان بوجھ کر ذکر نہیں

کیا کیونکہ میں کوفی جوان ہوں۔

اصل عبارت ملاحظہ کیجئے۔

ونسبه ابن عدى الى شيء من التّشيّع فقال فى ترجمة عبدالرزاق ذكر ابن عيينة حديثا فقيل له هل فيه ذكر عثمان قال نعم و لكنى سكتُّ لانّى غلام كوفى ٥

(تهذيب التهذيب جلد دوم صفحه ۳۵۹)

قارئین کرام خدارا انصاف فرمایئے!

سفیان بن عیینہ اس قدر متعصب اور سخت شیعہ ہے کہ صحابہ کرام کے اسماء مبارکہ جان بوجھ کر تعصب اور حسد کی بنا پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حذف کر دیتا اور گرا دیتا تھا۔ صحابہ کرام کا نام لینا گوارا نہیں کرتا اگر چہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی اس کا ذکر کیوں نہ ہو۔ اسی لئے تو اس کا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا خائن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارکہ میں تغیر وتبدل کر دیتا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا تھا تو کیا ایسے شخص کی روایت قابل قبول ہوسکتی ہے۔ پھر وہ بھی صحابہ کرام رضوان کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے خلاف۔

بندہ عاجز کو تو ان علماء اور محدثین پر انتہائی تعجب ہے جو اس کو ثقہ اور

قابل حجت مانتے اور لکھتے چلے جاتے ہیں۔

روایت نمبر ۲:

حدثنا محمد بن یوسف ثناسفیان عن المغیرۃ بن النعمان عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا ثم قرأ کما بدأنا اوّل خلق نعیدہ وعداً اعلینا انا کنا فاعلین فاوّل من یکسیٰ ابراھیم ثم یؤخذ برجال من اصحابی ذات الیمین و ذات الشمال فاقول اصحابی فیقال انھم لم یزالوا مرتدین علیٰ اعقابھم منذ فارقتھم فاقول کما قال العبد الصالح عیسی بن مریم و کنت علیھم شھید ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شیء شھید ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانّک انت العزیز الحکیم ذکر عن ابی عبداللہ عن قبیصہ قال ھم المرتدون الذین ارتد و اعلیٰ عھد ابی بکر فقاتلھم ابوبکر

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۹۰)

ترجمہ: حذف سند کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع کیے جاؤ گے تم پاؤں اور بدن برہنہ غیر مختون پھر آپ نے یہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر کر دیں گے۔ یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اس کا ضرور کرنا ہے تو سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ سیدنا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) ہوں گے کچھ لوگ میرے صحابہ میں سے دائیں بائیں سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ تو کہا جائیگا کہ بیشک وہ ہمیشہ مرتد رہے۔ اپنی ایڑیوں پر پھر گئے۔ جب سے تو ان سے جدا ہوا ہے۔ تو میں کہوں گا جیسا کہ نیک بندے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا میں ان پر گواہ رہا، جب تک میں ان میں رہا تو جب تو نے مجھے فوت کر دیا تھا تو تو ہی ان پر نگہبان اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اگر تو ان کو بخش دے تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔ ابو عبداللہ سے قبیصہ نے ذکر کیا تو اس نے کہا کہ وہ وہ مرتد لوگ ہیں۔ جو مرتد ہو گئے تھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، کے زمانے میں۔ اور جن سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاد کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان الضبی ہے۔

یہ بھی سفیان بن عیینہ کا ہم مذہب ہے اور اس کا پکا شاگرد اور ہم خیال

ہے۔اس کے بارے میں بھی بڑی طویل اور لمبی چوڑی بحث ہے۔

تہذیب میں اس کے بارے میں موجود ہے۔

"وقال بعض البغدادیّین اخطاء محمد بن یوسف فی

مائة وخمسین حدیثا من حدیث سفیان،،

ترجمہ: اور بعض بغدادیوں نے کہا کہ محمد بن یوسف نے سفیان سے روایت

کرنے میں ڈیڑھ سو(۱۵۰) حدیثوں میں خطاء اور غلطی کی ہے۔

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۵۱۷)

نیز اس روایت میں بھی وہی سفیان بن عیینہ راوی موجود ہے جو جلا

بھنا شیعہ تھا اور ایک راوی المغیرہ بن نعمان ہے جو کہ کوفی اور چھٹے درجے کا

راوی ہے۔(تقریب جلد۲ صفحہ ۲۷۰)

(تھذیب جلد۵ صفحہ ۵۱۷ تا ۵۱۸)

روایت نمبر۲ پر جرح ختم ہوئی

روایت نمبر۳:

حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبة قال اخبرنا المغیرة بن النعمان قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قال خطب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یاایھا الناس انکم محشورون الی اللہ حفاة عراة غرلا ثم قال کما بدأنا اوّل خلق نعیدہ وعدا علینا ان کنا فاعلین الی اخر(الایة) ثم قال الا و ان اوّل الخلائق یکسیٰ یوم القیمةابراھیم الاوانہ یجآؤ برجال من امتی فیؤخذ بھم ذات الشمال فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احد ثوابعدک فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرّقیب علیھم فیقال ان ھؤلآء لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم

(بخاری شریف صفحہ ٦٦٥)

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضورانور نے خطبہ دیااورفرمایا:

اے لوگو بے شک تم جمع ہونے والے ہو اللہ کی بارگاہ میں ...

برہنہ غیر مختون۔

پھر آپ نے قرآن کا یہ حصہ تلاوت فرمایا جس کا ترجمہ یہ ہے:

ہم نے جیسے پہلے اسے بنایا تھا ایسے ہی پھر لوٹا دیں گے یہ وعدہ ہے ہمارے ذمہ ہم کو اسکا ضرور کرنا ہے۔ پھر فرمایا خبردار اور بے شک ساری مخلوق سے پہلے قیامت کے دن سیدنا حضرت ابرھیم خلیل اللہ علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ خبردار اور بیشک شان یہ ہے کہ لائے جائیں گے کچھ لوگ میری امت کے تو پکڑے جائیں گے وہ بائیں جانب سے میں کہوں گا۔ اے رب یہ میرے صحابہ ہیں تو جواباً کہا جائے گا۔ بیشک تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد نیا دین بنالیا تھا تو میں وہی کہوں گا جو نیک بندے نے کہا تھا کہ میں ان پر گواہ تھا جب تک میں ان میں موجود رہا جب تو نے مجھے فوت کر دیا تو پھر تو ہی ان کا نگران تھا تو کہا جائیگا بے شک یہ وہ لوگ ہیں کہ جب سے تو ان سے جدا ہوا اس وقت سے لے کر ہمیشہ اسلام سے پھر کر مرتد ہو کر مرے۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو

اس روایت کا پہلا راوی ابو الولید ہے۔

اس کا پورا نام ھشام بن عبد الملک ہے۔ رواۃ کے درجات کے اعتبار

سے یہ نویں درجے کا راوی ہے۔

باقی شعبہ کے علاوہ وہی سند ہے جو اس سے پہلی روایت کی ہے۔ اور اس کی بحث گزر چکی۔

نیز اس روایت میں قابل غور بات یہ ہے کہ حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے ہیں۔ جیسا کہ روایت میں خطب رسول اللہ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ بے شمار صحابہ کرام کا مجمع ہوگا۔ تو کیا سوائے عبداللہ بن عباس کے اور کسی صحابی نے آپ کے خطبہ مبارک کی طرف توجہ اور التفات نہ کیا صرف حضرت ابن عباس ہی نے توجہ فرمائی اور آپ کا خطبہ سنا اور یاد کیا اور پھر اس کو بیان کر دیا کیا وجہ ہے کہ ان کے علاوہ اور کسی صحابی نے آپ کے اس اہم خطبہ کی طرف توجہ اور دھیان نہ دیا اور نہ بیان کیا جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خطبہ میں لفظ ''الا'' اور ''انّ'' کہہ کر تمام مجمع اور صحابہ کو خبردار فرماتے ہیں کیونکہ ''الا'' کا معنی ہوشیار اور خبردار ہے۔ اور یہ لفظ بھی عربی کلام میں تنبیہ کے لئے آتا ہے۔ یعنی حاضرین مخاطبین اور سامعین کو خبردار کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

تو کیا وجہ ہے کہ سینکڑوں صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر اور جمع ہیں جن میں یقیناً خلفائے راشدین بمع سیدنا حضرت علی

رضی اللہ عنہ' اور سیدنا حضرت ابن عباس کے والد گرامی عمِ رسول حضرت عباس رضی اللہ عنہ' بھی حاضر اور موجود ہوں گے۔ تو کیا ان بزرگوں میں سے کسی نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطبہ نہ سنا۔

ہے نہ یہ قابلِ غور بات!

یعنی ہزاروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کا اجتماع ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوردار خطبہ ارشاد فرماتے ہیں مگر ہزاروں کے مجمع میں سے صرف حضرت ابن عباس ہی سنتے ہیں۔ جو کہ ہنوز طفل اور بچے تھے کیونکہ آپ کی عمر مبارک بوقت وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دس بارہ سال کی تھی۔ اور یہ خطبہ مبارک خدا جانے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال شریف سے کتنی مدت پہلے ارشاد فرمایا ہو۔

حیرت کی بات ہے کہ ان کے علاوہ کوئی معمر صحابی حتیٰ کہ آپ کے والد گرامی سیدنا عباس نے کیوں نہ بیان فرمایا۔ باب العلم سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ' کیوں نہیں بیان کرتے۔ ان بزرگ اور معمر صحابہ کرام کو کیا مجبوری تھی اور ان پر کونسی پابندی عائد تھی کہ وہ بیان نہ کر سکے۔ کیا (معاذ اللہ) تمام صحابہ کرام بمع حضرت علی اور حضرت عمر (رضی اللہ عنھم) بہرے ہو گئے تھے جو خدا کے رسول حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ نہ سن

سکے۔ جس میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے تمام حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اور سب کو ارشاد فرمایا اور متنبہ کیا جیسا کہ حرفِ "اَلَا" کا تقاضا ہے۔ حیرت ہی حیرت ہے کہ یہ عقدہ کیسے حل ہوگا۔

بندہ ناچیز راقم الحروف کا خیال ہے۔ کہ آپ کا ایسا کوئی خطبہ نہیں یہ تمام تر کاروائی صحابہ کرام کے دشمنوں کی ہے اور یہ ایسے ہی سیدنا حضرت ابن عباس کے سر مڑھ دی گئی ہے۔

جس طرح قلم دوات والی جعلی روایت آپ کے ذمہ لگا دی گئی ہے۔

روایت نمبر ۳ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۴:

حدثنا محمد بن کثیر قال حدثنا سفیٰن قال حدثنا المغیرۃ بن النعمٰن قال حدثنی سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم محشورون و ان ناسا یؤخذ بھم ذات الشمال فاقول کما قال العبد الصالح و کنت علیھم شھید مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم الی قولہ العزیز الحکیم ٥ (بخاری جلد ۲ صفحہ ٦٦٥)

ترجمہ: اس کا ترجمہ تقریباً وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔اس روایت کا بھی پہلا راوی محمد بن کثیر اور دوسرا سفیان بن عیینہ ہے اس لئے اس روایت کا بھی وہی حال ہے جو اس سے پہلی کا ہے۔

نیز اس روایت میں ''انّ ناساً'' کا لفظ ہے صحابہ کا ذکر تک نہیں ہے۔

روایت نمبر ۵:

حدثنی محمد بن بشار قال حدثنا غندر قال حدثنا شعبة عن المغيرة النعمان عن سعيد بن جبير و عن ابن عباس قال قام فينا النبی صلی الله عليه وسلم يخطب فقال انكم محشورون حفاة عراة غرلا كما بدأنا اوّل خلق نعيده (الآيه) وانّ اوّل الخلائق يكسىٰ يوم القيمة ابراهيم وانه سيجاؤ رجال من امتی فيؤخذ بهم ذات الشمال فاقول يا رب اصحابی فيقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول كما قال العبد الصالح و كنت عليهم شهيداً الی قوله الحكيم انهم لم يزالو مرتدين علیٰ اعقابهم

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۶۶)

اس کا ترجمہ بھی تقریباً وہی ہے۔جو روایت نمبر ۳ کا ہے۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا پہلا راوی محمد بن بشار ہے۔

اس کے متعلق کتب رجال میں ملا جلا تبصرہ اور بحث ہے چنانچہ بعض نے تو اس کی بہت تعریف کی ہے اور بعض نے زبردست تنقید اور جرح فرمائی ہے۔ یاد رہے اس کو بندار بھی کہتے ہیں اور یہ ہر قسم کی کتاب پڑھ کر روایت کر دیتا تھا۔ چنانچہ لکھا ہے۔

بندار یقرءُ من کل کتاب و قال عبداللہ بن دورقی کنا عند ابن معین وجریٰ ذکر بندار فرأیت یحیٰ لا یعبأبہ ویستضعفہ قال ورأیت القواریری لا یرضاہ وقال کان صاحب حمام ہ

ترجمہ: یعنی بندار ہر قسم کی کتاب پڑھ کر روایت کر دیتا تھا۔ اور عبداللہ بن دورقی نے کہا کہ ہم ابن معین کے پاس موجود تھے اور بندار کا تذکرہ شروع ہوا میں نے دیکھا کہ یحییٰ توجہ نہیں کرتے۔ اور اس کو ضعیف سمجھتے تھے۔ اور کہا میں نے دیکھا قواریری کو۔ وہ اسے ناپسند کرتا تھا۔

اور اس نے کہا کہ وہ صاحب حمام یعنی ''نائی'' تھا۔

(تھذیب جلد ۵ صفحہ ۴۸)

اور تقریب میں ہے۔

کہ وہ نمبر دس کا روای ہے۔

"ثقہ من العاشرہ"

یعنی ہے ثقہ پر دس نمبر کا۔

علاوہ ازیں یہاں بھی وہی تقریر ہے جو اس سے پہلی روایت کے تحت ہو چکی کہ حضور سرور کائنات خطبہ ارشاد فرماتے ہیں مجمع بے شمار ہے لیکن سننے صرف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ "فیاللعجب"

روایت نمبر ۵ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۶:

حدثنا یحیٰ بن حماد قال حدثنا ابو عوانۃ عن سلیمان عن شقیق عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا فرطکم علی الحوض و حدثنی عمرو بن علی قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبۃ عن المغیرۃ قال سمعت اباوائل عن عبداللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن رجال منکم ثم یختلجن دونی

فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک تابعہ' عاصم عن ابی وائل وقال حصین عن ابی وائل عن خذیفۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۰

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۷۴)

ترجمہ: یحییٰ بن حماد، ابوعوانہ، سلیمان، شقیق، عبداللہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ دوسری سند عمرو بن علی، محمد بن جعفر، شعبہ، مغیرہ، ابووائل، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔ تم میں سے چند لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے۔ اور پھر مجھ سے علیحدہ کردیئے جائیں گے۔ تو میں کہوں گا کہ اے پروردگار یہ میرے امتی ہیں تو مجھے جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے جو کچھ انہوں نے تمہارے بعد کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت کا ایک راوی ابوعوانہ ہے۔

جس کا نام وضّاع بن عبداللہ یشکری ہے اس کے بارے میں لکھا ہے

کہ جب وہ کتاب دیکھ کر روایت بیان کرتا تھا تو صحیح بیان کرتا تھا اور اگر زبانی بیان کرتا تو بہت ہی زیادہ خطا کرتا تھا۔ یعنی اس کا حافظہ انتہائی کمزور تھا۔

تو ظاہر ہے کہ جب وہ اپنے شاگرد کے سامنے حدیث بیان کرتا ہوگا تو زبانی بیان کرتا ہوگا۔ ورنہ اس کے شاگرد یحییٰ بن حماد اس طرح کہتے "حدثنا ابو عوانه من کتابه" تو جب اس نے اپنے شاگرد کے سامنے یہ روایت زبانی بیان کی تو خطا کا احتمال قوی ہے۔ (تھذیب جلد نمبر ۶ صفحہ ۷۷)

نیز تقریب میں ہے کہ وہ ساتویں درجے کا راوی ہے اور اس روایت کا ایک روای سلیمان الاعمش ہے وہ شیعہ ہے۔ دیکھئے "سیر صحابہ" ودیگر کتب رجال علاوہ ازیں وہ مدلس بھی تھا۔

(قانون الموضوعات والضعفاء صفحہ ۲۶۱)

اور جب کہ وہ تدلیس کا عادی تھا تو خدا جانے اس نے کون کون سے راوی ترک کئے اور پھر ان راویوں کا کیا حال ہو۔

اس روایت میں بعد از تحویل جو عمرو بن علی ہے اس کے بارے میں ملاحظہ ہو۔

وقد تکلم فیه علی بن المدینی و طعن فی روایته عن یزید بن ذریع انتهی ٥

ترجمہ: اور اس میں علی بن مدینی نے کلام کیا ہے۔ اور طعن کیا ہے اس کی روایت میں جو اس نے یزید بن ذریع سے نقل کی ہے۔

(تهذيب جلد ۴ صفحه ۳۶۸)

اس روایت کا ایک راوی شعبہ ہے وہ بھی بالکل صاف نہیں۔

قال الدار قطنی فی العلل کان شعبة یخطئ فی اسماء الرجال کثیرا لتشاغله بحفظ المتون ٥

ترجمہ: دارقطنی نے اپنی کتاب العلل میں کہا کہ شعبہ اسماء الرجال میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ متنوں کو یاد کرنے میں مشغول رہتا۔

(تهذيب جلد دوم صفحه ۵۰۲)

اس روایت کا ایک راوی مغیرہ بن مقسم الضبی ہے۔ اس کے متعلق ہے۔

قال ابن فضیل کان یدلس فلا یکتب الا لما قال حدثنا ابراهیم ٥ (میزان جلد ۴ صفحه ۱۶۶)

ترجمہ: ابن فضیل نے کہا کہ وہ مدلس تھا۔ تو اس کی کوئی روایت نہ لکھی جائے۔ سوائے اس کے کہ وہ کہے ہم سے ابراہیم نے بیان کیا۔

ظاہر ہے کہ اس روایت میں ایسا نہیں ہے۔ ولہذا یہ روایت نہ لکھنے کے قابل ہے اور نہ لائق بیان۔

وقال كان مدلسا وقال اسماعیل القاضی لیس بقوی فیمن لقی لانه یدلس فکیف اذا ارسل ٥

(تهذیب جلد ۵ صفحہ ۵۱۷)

ترجمہ: اور اسماعیل قاضی نے کہا کہ جن سے وہ ملاقات کرتا ان سے روایت کرنے میں وہ قوی نہیں۔ یعنی جن سے وہ مل کر اور جن کا وہ نام لے کر روایت کرتا وہ بھی قوی اور درست نہیں اور جب وہ رواۃ کو ترک کرتا ہوگا تو اس وقت اس کا کیا حال ہوگا۔

اور اس کی روایت کردہ روایت کی کیا حالت اور کیفیت ہوگی۔

اور اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی حصین بن عبدالرحمٰن کوفی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی بھی کوفی رفض وشیعیت سے محفوظ نہیں سوائے ایک دو کے۔ کوفہ کی آب وہوا میں اس قدر شیعیت سرایت کر گئی تھی کہ وہاں رہ کر شیعیت سے محفوظ رہنا بعینہ ایسا تھا جیسے دریا میں کھڑے ہوئے پانی سے دامن بچانا۔

حضرت بشر حافی کا قول ہے۔

ما شرب احد ماء الفرات فسلم الاعبداللہ بن ادریس

یعنی عبداللہ بن ادریس کے سوا جس نے بھی فرات کا پانی پیا وہ

شیعیت سے نہیں بچا۔

(تہذیب ذکر عبداللہ بن ادریس اور سیر صحابہ جلد اول صفحہ ۱۵۱)

چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المومنین صفحہ ۵۶ پر لکھتا ہے

وبلجملہ تشیع اھل کوفہ حاجت باقامۂ دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل محتاج بدلیل است (مجالس المومنین صفحہ ۵۶)

ترجمہ: الحاصل اہل کوفہ کے شیعہ ہونے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ شیعہ ہونے کیلئے صرف کوفی ہونا ہی کافی ہے۔

کیونکہ یہ حصین بن عبدالرحمٰن کوفی ہے اس لیے اس کا بھی وہی حال ہونا چاہیے جو کہ عام طور پر کوفیوں کا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں اس کا حال دیکھیئے!

وذکرہ البخاری فی کتاب الضعفاء و ابن عدی والعقیلی فلھذا ذکرتہ (میزان جلد اول صفحہ ۵۵۲)

یعنی امام بخاری نے اس کو ضعیف لوگوں کی فہرست میں ذکر کیا ہے ابو عدی اور عقیلی نے بھی اسی طرح اس کو ضعیف سمجھا۔

صاحب میزان فرماتے ہیں کہ اسی لیے میں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اور تہذیب میں ہے۔"وقال النساء ی تغیر "

کہ وہ اصلی حالت سے بدل گیا تھا یا قدرے اس کا دماغی توازن

خراب ہوگیا تھا۔

"وذکر العقیلی ولم یذکر الا قول یزید بن ھارون انه

نسی وقال الحسن " یعنی الحلوانی عن یزید بن ھارون اختلط

و انکر ذالک ابن مدینی فی علوم الحدیث بانه اختلط و تغیرّ

(تھذیب جلد اول صفحہ ۵۴۸)

اس عبارت کا لب لباب وما حاصل یہ ہے کہ اس کا دماغی توازن صحیح

اور درست نہ رہا تھا اس لئے وہ قابل ذکر اور قابل حجت نہیں۔

روایت نمبر ۶ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۷:

حدثنا مسلم بن ابراھیم قال حدثنا و ھیب قال حدثنا

عبدالعزیز عن انس عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لیردن

علیّ ناس من اصحابی الحوض حتیٰ عرفتھم اختلجوا دونی

فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احد ثوا بعدک

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۷۴)

ترجمہ: حضرت انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا میرے سامنے میری امت کے کچھ لوگ حوض پر وارد ہوں گے میں ان کو پہچان لوں گا۔ وہ میرے سامنے سے کھینچ لئے جائیں گے تو میں کہوں گا یہ میری امت کے لوگ ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نہیں جانتے انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا۔

مذکورہ روایت پر جرح ملاحظہ ہو۔

اس روایت میں ایک راوی وہیب ہے

اس کا بھی آخر میں تھوڑا سا دماغ خراب ہو گیا تھا۔

"لکنہ تغیّر قلیلا باخرہ"

آخر میں اس کا کچھ دماغ خراب ہو گیا تھا۔

اور وہ ساتویں درجے کا راوی ہے۔

اس روایت کا پہلا راوی مسلم بن ابراہیم ہے۔

وہ خود نویں درجے کے چھوٹے راویوں میں سے ہے۔

(تقریب جلد ۲ صفحہ ۲۴۴)

روایت نمبر ۲ پر جرح ختم ہوئی۔

روایت نمبر ۸:

حدثنا سعید بن مریم قال حدثنا محمد بن مطرف قال حدثنی ابو حازم عن سهل بن سعد قال قال النبی صلی الله علیه وسلم انا فرطکم علی الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفونی ثم یحال بینی و بینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمٰن بن ابی عیاش فقال هکذا سمعته من سهل فقلت نعم فقال اشهد علی ابی سعید ن الخدری لسمعت و هو یزید فیها فا قول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فا قول سحقا سحقا لمن غیر بعدی وقال ابن عباس سحقا بعدا سحیق بعید سحقه واسحقه ابعده قال احمد بن شبیب بن سعید ن الحبطی حدثنا ابی عن یونس عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة انه کان یحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یرد علیّ یوم القیمة رهط من اصحابی فیجلعون عن الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری وقال ...

الـزهری کان ابو هريرة يحدث عن النبی صلی الله علیه وسلم فیـجلعون وقال عقيل فيجعلون وقال الزبيدی عن الزهری عن مـحـمـد بـن عـلـی عن عبدالله بن ابی رافع عن ابی هريرة عن النبی صلی الله علیه وسلم (بخاری جلد دوم صفحه ۹۷۴)

ترجمہ: سعید بن ابی مریم، محمد بن مطرف، ابوحازم، سہل بن سعد سے روایت ہے۔انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حوض پر تمہارا پیش خیمہ ہوں گا۔اور جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پانی پیئے گا اور جس نے پی لیا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔میرے سامنے کچھ لوگ وارد ہوں گے میں ان کو پہچان لوں گا۔اور وہ مجھے پہچان لیں گے پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ حائل ہو جائیگا۔ابو حازم نے بیان کیا کہ مجھ سے نعمان بن ابی عیاش نے سنا تو کہا کہ کیا تو نے سہل سے اس طرح سنا میں نے کہا ہاں انہوں نے کہا کہ میں ابوسعید الخدری پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کو اتنا زیادہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کہوں گا یہ لوگ مجھ سے ہیں پس کہا جائیگا نہیں تم نہیں جانتے کہ تمہارے بعد ان لوگوں نے کیا کیا میں کہوں گا اللہ کی رحمت سے دور ہو وہ شخص جس نے میرے بعد دین کو بدل ڈالا۔حضرت ابن عباس نے کہا کہ سحقا کا معنی دور ہونا ہے۔سحق کا معنی بعد

کے ہیں یعنی دور ہونا اور احمد بن شبیب بن سعید حبطی نے بواسطہ یونس بن شہاب سے وہ سعید بن مسیّب سے اور وہ ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میرے صحابہ میں سے کچھ لوگ میرے پاس آئیں گے تو ان کو حوض سے دور ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب یہ میرے صحابی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا بے شک تجھے اس بات کا علم نہیں کہ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بیشک یہ لوگ مرتد ہو کر اپنی ایڑیوں پر پھر گئے تھے۔

بعد از تحویل شعیب زہری سے نقل کرتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیجعلون وقال عقیلی فیحلون نقل کرتے ہیں

اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن مطرف ہے۔

جو کہ مجہول ہے۔

(میزان جلد ۴ صفحہ ۴۳) اور (تھذیب جلد ۵ صفحہ ۲۹۵) پر ہے

"وقال یغرّب"

یعنی اس کی روایات میں غرائب پایا جاتا ہے۔

نیز اس روایت میں جس ابو سعید ابو خدری کا ذکر ہے۔

بندہ کا غالب گمان ہے کہ وہ محمد بن سائب الکلبی ہے کیوں کہ اس

کے شاگرد **عطیہ** بے ایمان نے اس کلبی خبیث کی کنیت ابوسعید خدری رکھی ہوئی تھی اور یہ شخص انتہادرجہ کا کاذب جھوٹا اور شیعہ بے ایمان تھا۔

اور عطیہ بے ایمان بھی زبردست شیعہ تھا۔ اہل ایمان کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے وہ یہ کاروائی کرتا تھا۔

(تہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۱۸)

اور اس روایت کے روایوں میں سے ایک راوی عقیل بن ابی خالد ہے۔

یروی عن الزهری منا کیر (قانون الموضوعات صفحہ ۲۷۸)

ترجمہ: وہ زہری سے منکر روایات بیان کرتا تھا۔

نیز اس روایت کی سند میں ایک راوی احمد بن شبیب الحبطی ہے۔

اس کا حال دیکھو ۔(میزان جلد اول صفحہ ۱۰۳)

قال الازدی منکر الحدیث غیر مرضیی

ترجمہ: ازدی نے کہا وہ منکر حدیثیں بیان کرنے والا اور نہ پسندیدہ ہے۔

نیز اس روایت کا ایک راوی سلمہ بن دینار ہے۔

یہ پانچویں درجے کا راوی ہے۔

(تقریب جلد اول صفحہ ۲۰۶)

اور ایک ... [illegible]

اس کا حال یہ ہے۔

" کان یجیئ عن سعید باشیاء لیست من حدیث سعید وضعفه امره وقال لم یکن یعرف الحدیث وکان یکتب اول الکلام فینقطع الکلام فیکون اوله عن سعید وبعضه عن الزهری، فیشتبه علیه وقال ابو زرعه الدمشقی سمعت ابا عبدالله بن حنبل یقول فی حدیث یونس عن الزهری منکراۃ وقال رویٰ احادیث منکر وقال ابن سعد کان حلو الحدیث کثیرہ ولیس بحجة ربما جاء بالشئ المنکر

(تهذیب جلد ٦ صفحه ۲۸۴ تا ۲۸۵)

ترجمہ: وہ سعید سے ایسی چیزیں (حدیثیں) لاتا جو کہ سعید کی حدیثوں میں سے نہ ہوتیں اور اس کا یہ کام یعنی فن روایت انتہائی ضعیف تھا۔ اور فرمایا کہ وہ خود حدیث بالکل ہی نہیں جانتا تھا۔ تو روایت کیا کرے گا۔ وہ کلام لکھنا شروع کرتا تو آخر تک لکھتے لکھتے بھول جاتا کہ میں پہلے کیا لکھ آیا ہوں۔ اس کے کلام کا اول حصہ سعید کا ہوتا اور آخری حصہ زہری کا ہوتا۔ یعنی سعید اور زہری کے کلام میں خلط ملط کر دیتا۔ اسے یہ بھی نہ پتا چلتا کہ اس میں سعید کا کلام کونسا ہے اور زہری کا کونسا۔ ابوزرعہ دمشقی نے کہا۔ کہ سنا میں نے ابوعبداللہ بن حنبل

سے وہ فرماتے تھے کہ یونس زہری سے روایت کرنے میں منکر ہے۔ یعنی و
زہری سے منکر روایتیں بیان کرتا تھا۔ اور کہا اس نے کہ ابن سعد نے کہا کہ و
بہت کچا یعنی حلوالحدیث تھا۔ اور قابل حجت نہیں۔

شذ ابن سعد فی قوله لیس بحجة وشذ وکیع فقال بسیٔ
الحفظ وکذا استنکر له احمد بن حمبل احادیث ، وقال الاثرم
ضعف احمد امر یونس (میزان جلد ۴ صفحہ ۴۸۴)

ترجمہ: ابن سعد نے کہا کہ وہ قابل حجت نہیں۔ اور وکیع نے کہا کہ اس
کا حافظہ خراب تھا۔ امام احمد بن حمبل نے اس کو منکر فرمایا۔ یعنی اس کی روایت
کردہ احادیث پر سخت تنقید کی اور اثرم نے کہا کہ احمد نے یونس کے امر کو
ضعیف فرمایا۔

قارئین کرام!

یہ حال ہے بخاری کی اس روایت کا تو کیا ایسی روایات سے حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کا معاذ اللہ مرتد ہونا تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ اور کیا ایسی
روایات قرآن مجید کا مقابلہ کر سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور سنیئے اس روایت کے راویوں میں سے ایک راوی محمد بن علی ہے۔
یہ وہ شخص ہے جس نے حکومت اسلامیہ کے خلاف بغاوت اور سازش

کر کے ابو مسلم خراسانی کا فتنہ کھڑا کیا۔ جس کے نتیجہ میں حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی بے حد بے حرمتی ہوئی اور اہل مدینہ اس قدر کثیر تعداد میں قتل اور شہید ہوئے کہ پورا مدینہ طیبہ سوگوار اور ماتم کدہ بن گیا۔ افسوس ہے کہ لوگوں کو حرم رسول کی یہ بے حرمتی کیوں نظر نہیں آتی جبکہ واقعہ حرہ کو اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں جس سے خوب مدینہ پاک کی توہین ہوتی ہے۔ اور اس کو بیان کرتے وقت عظمت مدینہ طیبہ کا خیال تک نہیں کرتے۔

ولهذا احمد بن علی جو اس حدیث کا راوی ہے وہ بھی نا قابل اعتبار ہے۔

(کتب الرجال وکتب تاریخ)

روایت نمبر ۹:

حدثنا احمد بن صالح قال حدثنا ابن وهب قال اخبرنی یونس عن ابن شهاب عن ابن الحسیب انه کان یحدث عن اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال یرد علیّ الحوض رجال من اصحابی فیجعلون عنه فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

ترجمہ: احمد بن صالح، ابن وہب، یونس، ابن شہاب، ابن میتب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ حوض پر اتریں گے پھر وہ اس سے جدا کردیئے جائیں گے تو میں کہوں گا اے رب یہ میری امت کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں اس کا علم نہیں جو تمہارے بعد ان لوگوں نے نئی باتیں پیدا کیں اور وہ اپنے دین سے پھر گئے۔

جرح:

اس روایت کے راویوں سے ایک راوی احمد بن صالح ہے۔

ویسے تو اس نام کے تین چار راوی ملتے ہیں مگر اس حدیث کا جو راوی ہے وہ احمد بن صالح المصری ہے اس کے متعلق ہے۔

"قال حدثنا معاویہ بن صالح سمعت یحیٰ بن معین یقول احمد بن صالح کذاب یتفلس وقال عبدالکریم ابن النسائ عن البیہ لیس بثقة ولا مأمون ترکھہ محمد بن یحیٰ و رماہ یحیٰ بالکذب وقال ابن عدی کان النسائی سئ الرای فیہ وینکر علیہ احادیث

منها عن ابن وهب عن مالک عن سهل عن ابیه عن ابی هریرة (تهذیب جلد اول صفحہ ۳۰)

ترجمہ: معاویہ بن صالح نے کہا سنا میں نے یحیٰی بن معین کو کہ وہ فرما رہے تھے۔احمد بن صالح کذاب اور جھوٹا ہے۔عبدالکریم ابن نسائی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ نہ تو ثقہ ہے اور نہ ماٗمون محمد بن یحیٰی نے اس کو جھوٹا سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔اور ابن عدی نے کہا کہ نسائی کی رائے اس کے متعلق اچھی نہ تھی۔یعنی وہ اسے اچھا نہیں سمجھتے تھے۔اور اس کی روایت کردہ روایات کو منکر فرماتے تھے۔اس کی منکر روایات میں سے وہ روایتیں بھی ہیں جو وہ اس طرح بیان کرتا تھا۔ابن وہب مالک سے، مالک ساھل سے اور ساھل اپنے باپ سے وہ حضرت ابوہریرہ سے۔

اور قانون الموضوعات والضعفاء صفحہ ۲۳۵ پر ہے

احمد بن صالح مطعون فيه وقال النساى ليس ثقة ولا مأمون

ترجمہ: احمد بن صالح محدثین نے اس میں طعن کیا ہے۔اور امام نسائی نے کہا کہ نہ تو وہ ثقہ ہے اور نہ ماٗمون۔

دیکھو اس روایت کو احمد بن صالح ابن وہب سے روایت کرتا ہے جو کہ امام نسائی کے قول کے مطابق یہ روایت منکر ہے اور اس کے ساتھ جب

کہ بعض علماء رجال نے اس کو جھوٹا اور کاذب بھی کہا ہے۔

نیز اس روایت میں ایک راوی یونس بن یزید ہے۔

اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔ کہ یہ نا قابل اعتبار ہے۔

نیز اس کے رواۃ میں سے ایک راوی عبداللہ بن وہب ہے

اور عبداللہ بن وہب کے بارے دیکھو۔

عبدالله بن وهب نسوی دجّال یضع

(قانون الموضوعات صفحه ۲۷۴)

ترجمہ: عبداللہ بن وہب نسوی دجال ہے۔ حدیثیں وضع کرتا تھا۔

علاوہ ازیں یہ روایت مقطوع، منقطع، مرسل اور مدلس قسم کی ہے۔

دیکھو آغاز روایت کہ کسی صحابی کا نام لئے بغیر

"عن اصحاب النبی" کہتا ہے۔

ولھذا اس کو مقطوع، مرسل، اور مدلس کہنا درست ہے۔

روایت نمبر ۱۰:

حدثنا ابراهيم بن المنذر الخذامی قال حدثنا محمد بن فليح قال حدثنا ابی قال حدثنی هلال عن عطاء بن يسار عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال بينا انا قائم اذا

زمرة حتى اذا اعرفتهم خرج رجل من بيني و بينهم فقال هلمّ فقلت أين قال الى النار والله قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا بعدک علی ادبارهم القهقری ثم اذا زمرة حتى اذا عرفتهم خرج رجل من بين و بينهم فقال هلمّ قلت اين قال الى النار والله قلت وما شانهم قال انهم ارتدوا على ادبارهم القهقرى فلا اراه يخلص فيهم الا مثل همل النعم

(بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

ترجمہ: ابراہیم بن منذر، محمد بن فلیح، ہلال، عطاء بن یسار، حضرت ابوہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہوں گا۔ تو ایک جماعت پر نظر پڑے گی یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لوں گا۔ تو میرے اوران کے درمیان سے ایک آدمی نکلے گا وہ کہے گا کہ چلو میں کہوں گا کہاں لیے جاتے ہو۔ وہ کہے گا دوزخ کی طرف میں کہوں گا کہ ان کا کیا حال ہے۔ وہ کہے گا کہ آپ کے بعد یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ پھر ایک گروہ پر نظر پڑے گی یہاں تک کہ جب میں ان کو بھی پہچان لوں گا۔ تو ایک آدمی میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور کہے گا چلو میں کہوں گا کہاں؟ وہ کہے گا دوزخ کی طرف خدا کی قسم میں کہوں گا ان کا کیا

حال ہے؟ وہ کہے گا یہ آپ کے بعد الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ ان میں سے صرف اونٹوں کے چرواہے کے برابر ہی نجات پائیں گے۔

بحث:

اس روایت کا پہلا راوی ابراہیم بن منذر رخذامی ہے۔

یہ ایسا راوی ہے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس سے اس حد تک متنفر تھے کہ اس کے سلام کا جواب تک بھی نہ دیتے تھے۔ کیونکہ وہ قرآن کے متعلق شرارتیں کرتا تھا۔ یعنی خلط ملط کرتا تھا۔

نیز وہ منکر روایات بیان کرنے کا عادی تھا۔

(میزان جلد اول صفحہ ۶۷) اور (تہذیب جلد اول صفحہ ۱۰۸ تا ۱۰۹)

اور خلاصہ (تھذیب الکمال جلد اول صفحہ ۵۷) میں ہے۔

"و ذمہ احمد لکونہ خلط فی القرآن"

ترجمہ: امام احمد نے اس کی یہ برائی بیان کی۔ کہ وہ قرآن میں خلط ملط کرتا تھا۔

اور اس روایت کا دوسرا راوی محمد بن فلیح بن سلیمان ہے۔

اس کے متعلق دیکھو۔ (قانون الموضوعات صفحہ ۲۹۴)

"محمد بن فليح بن سليمان ليس بقوىٰ"

ترجمہ: محمد بن فلیح بن سلیمان قوی نہیں ہے۔

اور میزان میں ہے۔

"محمد بن فليح ليس بذاک القوىٰ وقال معاويه بن صالح عن ابی معین ليس بثقة وقال ابو حاتم ليس بقوىٰ (میزان صفحہ ۱۰)

ترجمہ: محمد بن فلیح قوی نہیں۔ اور معاویہ بن صالح نے ابن معین سے نقل کیا کہ وہ ثقہ نہیں۔ اور ابو حاتم نے کہا کہ وہ قوی نہیں۔

اور اس روایت کا ایک روای عطاء بن یسار ہے اس کے بارے ہے۔

" وقال البخاری هو مرسل " (میزان جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۷)

ترجمہ: اور امام بخاری نے فرمایا کہ وہ مرسل ہے۔

روایت نمبر ۱۱:

سعيد بن ابی مريم عن نافع بن عمر عن ابی مليكة عن اسماء بنت ابی بكر قالت قال النبی صلى الله عليه وسلم انی على الحوض حتى انظر من يرد على منكم وسيؤخذ ناس دونی فاقول يا رب منى و من امعی فيقال هل شعرت ماعملوا بعدک والله ما يرجوا يرجعون على اعقابهم (بخاری جلد دوم صفحہ ۹۷۵)

اوران تمام روایات میں سے یہ روایت قدرے صحیح ہے۔لیکن اس میں صحابہ کرام علیھم اجمعین کا ذکر تک نہیں۔اسی لیے اس کا ترجمہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

اگرچہ اس کے راویوں میں بھی ایک راوی نافع بن عمر ہے جو کہ ساتویں درجے کا راوی ہے۔

(تقریب جلد دوم صفحہ ۲۹۶) اور (قانون الموضوعات صفحہ ۳۰۰ پر ہے)۔

"وضعفه ابن سعد"

ابن سعد نے اس کو ضعیف کہا۔

اور میزان میں ہے۔

"قال محمد بن سعد ثقه فيه شيئ" (میزان جلد ۴ صفحہ ۲۴۱)

یعنی باوجود ثقہ ہونے کے اس میں کچھ خرابی ضرور ہے۔

اور تھذیب میں ہے

"كان ثقه قليل الحديث فيه شيئ" (جلد ۵ صفحہ ۶۰۴)

ترجمہ: وہ ثقہ قلیل الحدیث ہے۔اور اس میں کوئی خرابی ضرور ہے۔

روایت نمبر ۱۲:

حدثنا على بن عبدالله قال حدثنا بشر بن السرىّ قال حدثنا نافع بن عمر عن ابن ابى مليكة قالت اسماء عن النبى

صلی اللہ علیہ وسلم قال انا علی حوضی انتظر من یرد علی فیؤخذ بناس من دونی فاقول امتی فیقال لا تدری مشوا علی القهقری (بخاری جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

ترجمہ: علی بن عبداللہ بشر بن سری، نافع بن عمر، ابن ابی ملیکہ، حضرت اسماء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے حوض پر ان لوگوں کا انتظار کروں گا جو میرے پاس آئیں گے۔ پس کچھ لوگ میرے سامنے سے پکڑے جائیں گے تو میں کہوں گا کہ یہ میری امت ہے تو جواب ملے گا کہ تم نہیں جانتے یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔

جرح

اس روایت کا پہلا راوی علی بن عبداللہ بن مدینی ہے۔

اس کے متعلق دیکھو کتب رجال

"فقد قال احمد بن ابی خیشمة فی تاریخه سمعت یحی بن معین یقول کان علی بن المدینی اذا قدم علینا اظهر السنة واذا ورد الی البصرة اظهر التشیّع (المیزان جلد ۳ صفحہ ۱۳۹)

اور تہذیب جلد ۴ صفحہ ۲۲۲ پر بعینہ یہی عبارت موجود ہے۔

" وقال ابن ابی خیشمه" جس کا معنی ہے۔ابن ابی خیشمہ کہتا ہے کہ میں نے ابن معین سے سنا جو فرماتے تھے کہ علی ابن المدینی جب ہمارے پاس آتا تو اپنے آپ کو سنی ظاہر کرتا تھا اور جب بصرے جاتا تو اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتا تھا۔یعنی "واذا لقوا لذین آمنوا قالوا امنّا واذا خلو االی شیاطینهم قالو انا معکم " کا مصداق تھا۔

نیز (خلاصہ تہذیب الکمال صفحہ ۲۵۲)اور (تہذیب ۲۲۰) پر ہے۔

وقال ابن عیینة یلومونی علی حب علی

(تهذیب جلد ۴ صفحه ۲۲۰)

علماء اور محدثین مجھے علی مدینی کی محبت کی وجہ سے ملامت کرتے ہیں نیز ابن عیینہ علی بن عبداللہ مدینی کی بہت تعریف کرتا ہے جو کہ خود بھی شیعہ ہے۔اور یہ علی بن عبداللہ مدینی اس روایت کا پہلا راوی ہے۔

قارئین کرام!

انصاف سے بتایئے کہ جو شخص ایسا ہو کہ اہل سنت میں جائے تو اپنے آپ کو سنی ظاہر کرے اور شیعوں میں جائے تو کہے کہ میں شیعہ ہوں کیا ایسے شخص کی گواہی اور شہادت کسی مسلمان کے خلاف قبول کی جاسکتی ہے؟

ایسے شخص کی گواہی تو عام مسلمان کے خلاف بھی قابل قبول نہیں

ہے۔ چہ جائیکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت قدسیہ کے ایمان اور عدم ایمان کے بارے میں۔

آخر کچھ تو وجہ تھی جس کی بناپر دوسرے علماء اور محدثین علی بن عبداللہ مدینی کے پاس آنے جانے کی وجہ سے سفیان بن عیینہ کو ملامت اور طعن کرتے تھے۔

یہ اس روایت کے پہلے راوی کا حال ہے۔

اور اس حدیث کا دوسرا راوی بشر بن السریؔ بصری الافواہ ہے۔

وقال البخاری بشر بن السریؔ ابو عمر صاحب مواعظ متکلم فسمی الافواہ

امام بخاری نے فرمایا بشر بن السری ابو عمر واعظ قسم کا بہت باتیں کرنے والا شخص ہے۔ جس کی وجہ سے اس کا نام افواہیں پھیلانے والا رکھا گیا۔

"**وقال الحمیدی جهمی لا یحلّ ان یکتب عنه**"

حمیدی نے کہا کہ یہ جہمی تھا اس سے کوئی روایت لکھنا حلال نہیں ہے۔ "**وقال ابن عدی له غرائب**"

ابن عدی نے کہا کہ وہ عجائب وغرائب بیان کرتا تھا۔

"عن سعد الثوری و یقع فی جدیثه من النکرة"

اس کی روایتوں میں منکرات پائی جاتی تھیں۔

(المیزان جلداول صفحہ ۳۱۸)

اور (حاشیہ بخاری صفحہ ۱۰۴۵)

اور (تہذیب جلداول صفحہ ۲۸۴)

اوراس روایت کا تیسرا راوی نافع بن عمر ہے۔

جوکہ نویں دسویں درجے کا راوی ہے۔

روایت نمبر ۱۳:

حدثنا موسیٰ بن اسمعیل قال حدثنا ابو عوانة عن مغیرة عن ابی وائل قال قال عبدالله قال النبی صلی الله علیه وسلم انا فرطکم علی الحوض لیرفعن الی رجال منکم حتی اذا اهویت لانا ولهم اختلجو ا دونی فاقول ای رب اصحابی یقول لا تدری مااحدثوا بعدک

(بخاری شریف جلد دوم صفحه ۱۰۴۵)

ترجمہ: موسیٰ بن اسمعیل، ابوعوانہ مغیرہ، ابووائل، حضرت عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں

حوض پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب میں جھکوں گا کہ ان کو پانی پلاؤں تو وہ میرے سامنے سے گھسیٹ لیے جائیں گے۔ میں کہوں گا اے پروردگار یہ میرے ساتھی ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم نہیں جانتے جو ان لوگوں نے تمہارے بعد نئی بات پیدا کی۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

اس روایت کا پہلا راوی موسیٰ بن اسمٰعیل ہے اس کا حال یہ ہے "وتکلم الناس فیہ" محدثین نے اس میں کلام کیا ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں "قلت نعم تکلم الناس فیه بانه ثقة ثبت او رافضی"

میں کہتا ہوں جی ہاں لوگوں نے اس کے بارے کلام اور اختلاف کیا کہ وہ ثقہ ثابت ہے یا رافضی شیعہ (میزان جلد ۴ صفحہ ۲۰۰)

دوسرا راوی وہی وضاع بن عبداللہ ابوعوانہ ہے۔ اس کے متعلق میزان میں ہے۔

"قال ابو حاتم ثقة يخطأ كثيرا اذا حدث من حفظه"

ابوحاتم نے کہا ثقہ تو ہے مگر جب زبانی بیان کرتا ہے تو بہت غلطیاں کرتا ہے۔ (میزان جلد ۴ صفحہ ۳۳۴)

اس روایت کا تیسرا راوی مغیرہ بن مقسم ہے۔

"وقال ابن فضیل کان یدلس فلا یکتب الا ما قال حدثنا ابراهیم" (میزان جلد ۴ صفحہ ۱۴۴)

ترجمہ: ابن معین نے کہا وہ تدلیس کیا کرتا تھا۔ یعنی وہ مدلس ہے تو اس کی کوئی روایت لکھنے کے قابل نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہے۔ "حدثنا ابراهیم" اور ظاہر ہے کہ مذکورہ روایت میں ایسا نہیں ہے اس لیے یہ روایت قابل قبول نہیں اور نیز وہ کوفی بھی ہے اور کوفی عموماً شیعہ تھے۔

روایت نمبر ۱۴:

حدثنا یحیٰ ابن بکیر قال حدثنا یعقوب بن عبدالرحمن عن ابی حازم قال سمعت سهل بن سعد یقول سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول انا فرطکم علی الحوض من ورده شرب منه و من شرب منه لم یظمأ ابدا لیردن علیّ اقوام اعرفهم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش انا احدثهم هذا فقال هکذا سمعت سهلا فقلت نعم قال

انهم منی فیقال انک لا تدری ما بدلوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن بدل بعدی

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۴۵)

ترجمہ: یحیٰ بن بکیر، یعقوب بن عبدالرحمٰن، ابو حازم، سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں حوض پر تمہارا پیش کار ہوں گا۔ جو شخص حوض پر آئے گا وہ اس سے پیئے گا۔ اور جو پیئے گا تو اس کے بعد کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ میرے پاس کچھ لوگ لائے جائیں گے تو میں انہیں پہچان لوں گا اور وہ مجھے پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان حجاب حائل ہو جائیگا۔ ابو حازم نے کہا کہ جب میں نعمان بن ابی عیاش کے سامنے یہ حدیث بیان کر رہا تھا تو انہوں نے کہا کیا اسی طرح تم نے سہل سے سنا ہے میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا میں ابو سعید خدری کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ ان کو اس زیادتی کے ساتھ روایت کرتے ہوئے سنا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ مجھ سے ہیں تو کہا جائیگا تم نہیں جانتے جو انہوں نے تمہارے بعد دین میں تبدیلی کی۔

اس کا اول اور پہلا راوی یحیٰ بن بکیر ہے۔ یہ یحیٰ بن عبداللہ بکیر مخزومی المصری ہے اس کے متعلق میزان جلد ۴ صفحہ ۳۹۱ پر ہے

"قال ابو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به وقال نسای ضعيف وقال مرة ليس بثقه"

ترجمہ: ابوحاتم نے کہا کہ اس کی حدیث لکھی تو جا سکتی ہے۔ لیکن قابل حجت نہیں اور امام نسائی نے کہا کہ وہ ضعیف ہے اور پھر کہا کہ وہ کچھ بھی نہیں۔

اور تہذیب جلد ۶ صفحہ ۱۵۱ پر بعینہ یہی ریمارکس موجود ہیں۔ اور وہاں آخر میں ہے "ليس بثقة" ترجمہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔

اور قانون الموضوعات والضعفاء میں ہے

"ضعفه النساء ى مطلقا" امام نسائی نے اس کو مطلق ضعیف کہا۔

اور اس روایت کا دوسرا راوی ہے۔ یعقوب بن عبدالرحمٰن لواعظ اس کا حال پڑھیے۔

"وقال ابوبكر الخطيب فى حديثه وهم كثير"

یہ واعظ قسم کا شخص ہے کہ اس کی روایات اور خبروں میں بہت ہی زیادہ وہم پایا جاتا ہے۔

"وقال الحافظ ابو محمد الحسن ابن غلام الزهرى ليس بالمرضىٰ"

یعنی وہ پسندیدہ شخص نہیں ہے۔

(میزان جلد۴ صفحہ ۴۵۳) اور (لسان المیزان جلد۶ صفحہ ۳۰۸)

یاد رہے کہ علامہ ابن حبان کے اقوال سے کافی حضرات کو غلطی لگ جاتی ہے۔ کیونکہ وہ ضعیف بلکہ مجہول راویوں کو بھی ثقات میں ذکر کر دیتا ہے ثبوت کیلئے دیکھئے۔

محمد ناصر الدین البانی کی

الاحادیث الضعیفه و الموضوعه خصوصاً (جلد۲ صفحہ ۳۹۶)

اور حالانکہ اصول یہ ہے جو کہ علامہ ابن جوزی نے فتح المغیث میں محدثین کے اصول کو نقل کیا ہے۔

کل حدیث رایته یخالف العقل اویناقض الاصول فاعلم انه موضوع فلا یتکلف اعتباره ای لا تعتبر رواته ولا تنظر فی جرحهم او یکون مما یدفع الحسّ والمشاهدات او مباینا بنص الکتاب والسنة المتواترة او الاجماع القطعی لا یقبل شیء من ذلک التاویل

ترجمہ: ہر وہ روایت کہ دیکھو عقل یا اصول مسلمہ کے خلاف ہے تو یقیناً جان لو کہ وہ موضوع ہے اس کی نسبت اس بحث کی بھی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر اسی طرح وہ حدیث قابل قبول نہیں جو

محسوسات اور مشاہدہ کے خلاف ہو یا نص کتاب اور سنت متواترہ اور اجماع قطعی کے خلاف ہو۔

نیز اس موضوع پر بہت بحث ہو سکتی ہے مگر یہ الگ موضوع ہے۔ زیر نظر مقالہ میں اس کی گنجائش نہیں۔

یہ روایت دیگر کتب صحاح میں بھی موجود ہے۔ ان کو نقل کیے بغیر صرف راویوں پر بحث کر دی گئی ہے۔ تا کہ کتابچہ طویل نہ ہو جائے۔

یہ روایت مسلم شریف میں بھی موجو ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل رواۃ ہیں۔

۱۔ احمد بن عبداللہ بن یونس:۔

اس کے متعلق تہذیب جلد اول صفحہ ۳۵ پر موجود ہے۔

" و کان ثقة و لیس بحجة "

یعنی ثقہ تو ہے لیکن قابل حجت نہیں۔

۲۔ زائیدہ:۔

اس کے متعلق دیکھو

(میزان جلد دوم صفحہ ۶۴ تا ۶۵)

زائیدہ نام کے تین راوی صاحب میزان زیر بحث لایا ہے۔

(i) زائیدہ بن سلیم (مجھول)

وہ مجہول ہے

(ii) زائدہ بن سعد

اس کے متعلق ہے

" قال ابو حاتم حدیثه منکر وقال البخاری لا یتابع علی حدیثه"

ابو حاتم نے کہا اس کی روایت کردہ حدیث منکر ہے۔امام بخاری نے کہا اس کی حدیث کی اتباع نہ کی جائے۔

(iii) زائدہ بن ابی الرقاد:۔

اس کے متعلق ہے

"ضعیف"

وہ ضعیف ہے۔

" وقال البخاری منکر الحدیث "

امام بخاری نے کہا وہ منکر حدیثیں روایت کرنے والا ہے۔

" وقال النسائی لا ادری ماھو "

اور امام نسائی نے کہا

میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے اور کون ہے۔

۳۔ عبدالملک بن عمیر ہے:۔

اس کے متعلق تہذیب جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ پر ہے۔

"ضعفه احمد جدا"

امام احمد نے کہا کہ وہ بہت ہی ضعیف ہے

اور صفحہ ۵۰۷ پر ہے

"وکان مدلسا"

کہ وہ مدلس تھا۔

۴۔ ابوبکر بن شیبہ:۔

اس کا نام عبدالرحمٰن بن عبدالملک شیبہ ہے۔

المیزان جلد ۲ صفحہ ۵۷۸

اس کا حال دیکھو

تہذیب جلد ۳ صفحہ ۳۹۰

میزان میں ہے۔

"قال ابو حامد الحاکم لیس بالمتین عندهم قال ابوبکر بن ابی دواؤد ضعیف"

ترجمہ: ابوحامد حاکم نے کہا کہ وہ ان کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ ابوبکر بن ابی داؤد نے کہا کہ وہ ضعیف ہے۔

۵۔ وکیع :۔

میزان جلد۴ صفحہ ۳۳۶

"وكيع كان فيه تشيع قليل"

یعنی وکیع قدرے شیعہ تھا۔

اور تہذیب جلد۴ صفحہ ۸۲ تا ۸۳

اور ان راویوں میں سے ایک مسعر ہے۔

یہ تمام خوبیوں کے باوجود مرضی تھا۔

تہذیب جلد۵ صفحہ ۴۱۹

اور ان میں ایک محمد بن مثنیٰ ہے۔

اس کے بارے دیکھو

تہذیب جلد۵ صفحہ ۲۷۲

"وكان في عقله شئ"

یعنی اس کا دماغ قدرے خراب تھا۔

امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی قتیبہ بن سعید ہے

اس کے بارے میں ہے۔

" لا يدرىٰ من هو "

اس کا کوئی پتہ نہیں کہ وہ کون ہے؟

میزان جلد۳ صفحہ ۳۸۵

اورلسان المیز ان صفحہ ۴۷۰

اوران میں ایک راوی داؤد بن عمر الضبی ہے۔

اس کے بارے میں (میزان جلد۲ صفحہ ۱۷

اورتہذیب جلد۲ صفحہ ۱۱۷ پر ہے۔

"لیس باقویٰ"

وہ قوی نہیں۔

اورامام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی یحیٰ بن سلیم بھی ہے۔

اس کا حال دیکھو میزان جلد۴ صفحہ ۳۸۴

"وقال البخاری فیہ نظر وقال احمد رویٰ حدیثا منکرا"

یعنی امام بخاری نے کہا وہ قابل اعتراض ہے اورامام احمد نے فرمایا وہ منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔

"وقال ابن حبان کان یخطئ" اورابن حبان نے کہا وہ روایت نقل کرنے میں غلطیاں کرتا تھا۔

"وقال الجوزجانی غیر ثقة"

اور جوزجانی نے کہا کہ وہ ثقہ نہیں ہے۔

اوران میں ایک روای ابن خیثم ہے۔

اس کا حال دیکھو میزان جلد ۲ صفحہ ۴۵۹

"ولا یحدث بحدیثه کله"

یعنی اس کی کوئی بھی روایت قابل ذکر نہیں ہے۔

اور ایک راوی یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی ہے۔

وہ خود بھی اپنے استاد ابن عیینہ کی طرح مشکوک ہے اور ابن عیینہ کا حال پہلے گزر چکا ہے۔

اوران راویوں میں سے ایک راوی عمرو بن الحارث ہے۔

یہ شخص جب قتادہ سے روایت کرتا تو اس کی روایت میں بہت ہی اضطراب پایا جاتا اور بہت غلطیاں کرتا تھا۔

"یروی عن قتادہ اشیاء یضطرب فیها ویخطیٔ"

جلد ۴ صفحہ ۳۲۷

اوراس روایت کے راویوں میں سے ایک قاسم بن عباس ہے۔

اس کے متعلق دیکھو

میزان جلد ۳ صفحہ ۱/۳ "مجہول" مجہول

اور تہذیب صفحہ ۵۲۰ "مجہول" وہ مجہول ہے۔

ان راویوں میں سے ایک راوی ابو معاویہ بھی ہے۔

اس کا نام محمد بن حاتم تمیمی کوفی ہے۔ یہ شخص الاعمش کے علاوہ جس سے بھی روایت کرتا ہے تو اس روایت میں بہت اضطراب پایا جاتا ہے۔

"لا یحفظها حفظا جیدا"

یعنی اس کا حافظہ اچھا نہ تھا اور یہ منکر روایات نقل کرنے کا عادی تھا۔

اور اس میں ایک خرابی یہ بھی تھی کہ یہ سلیمان الاعمش کا شاگرد ہے۔

اور وہ شیعہ ہے۔ اس کا حال پہلے گزر چکا ہے۔

نیز اس کے بارے لکھا ہے۔

"کان رئیس المرجئة بالکوفه"

یعنی یہ شخص کوفہ میں مرجیوں کا سردار تھا۔

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۹۱

اس کی مفصل بحث موجود ہے۔ جس کو شوق ہو دیکھ لے۔

نیز امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی بکیر ہے۔

اس کے بارے میں دیکھو

"وقال ابن حبان لا یحتج به کثیر الوهم"

میزان جلد اول صفحہ ۳۴۹

اور ابن حبان نے کہا کہ وہ قابل حجت نہیں کثیر الوہم ہے۔

امام مسلم کے راویوں میں سے ایک راوی عبید اللہ بن معاذ ہے۔

یہ بیچارہ حدیث روایت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ امام مسلم

ویسے ہی اس بیچارے کو رواۃ میں لے آئے ہیں۔

"عبید الله بن معاذ ليسو اصحاب حديث ليسوا بشئ

(تہذیب جلد ۴ صفحہ ۳۴)

یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔

اس کے راویوں میں سے ایک راوی العلا بن عبد الرحمٰن ہے۔

"وقال یحیٰ بن معين ليس حديثه بحجة"

میزان جلد ۳ صفحہ ۱۰۲

یحیٰ بن معین نے کہا اس کی روایت کردہ حدیث قابل حجت نہیں ہے

"وقال ابن عدى ليس بالقوى"

اور ابن عدی نے کہا کہ وہ قوی نہیں ہے۔

العلاء ضعیف.

علاء ضعیف ہے۔

اور یہ روایت نسائی میں بھی موجود ہے۔

اس کے راویوں میں سے ایک راوی وہب بن جریر ہے۔

وقال ابن حبان یخطیٔ

تہذیب جلد ۶ صفحہ ۱۰۴

اور ابن حبان نے کہا کہ وہ خطا کرتا تھا۔

اور ان میں سے ایک راوی عمر بن سعد ہے۔ اس کا حال ملاحظہ ہو۔

عمر بن سعد الخولانی متهم بوضع الحدیث

یعنی وہ حدیث وضع کرنے میں متہم تھا۔

اور ایک عمر بن سعد وہ ہے جو الاعمش سے روایت کرتا ہے۔

اس کے بارے میں ہے۔

"شیعیٔ بغیض"

یعنی وہ صحابہ کرام سے انتہائی بغض رکھنے والا شیعہ مردود تھا۔

"قال ابو حاتم متروک الحدیث"

ابو حاتم نے کہا کہ وہ متروک الحدیث ہے۔

اور ایک عمر بن سعد وہ ہے جو عمر بن عبداللہ ثقفی سے روایت کرتا ہے۔

اس کے بارے میں دیکھو

" قال البخاری لا یصحّ حدیثه"

اس کی روایت کردہ کوئی حدیث صحیح نہیں۔

میزان جلد ۳ صفحہ ۱۹۹

اور امام نسائی کی روایت کی راویوں میں سے ایک راوی سلیمان بن داؤد ہے۔

" ثقه اخطاء فی احادیث "

ثقہ ہے لیکن بہت ساری حدیثوں میں خطا کرتا ہے۔

میزان جلد ۲ صفحہ ۲۰۳ تا ۲۰۴

ابرھیم بن سعید جوہری حافظ نے کہا۔ کہ ابوداؤد نے ایک ہزار حدیث میں خطا کی ہے۔

"اخطاء ابو داؤد فی الف حدیث کان کثیر الخطاء "

بہت غلطیاں کرنے والا راوی ہے۔

یہ روایت ''ترمذی شریف کتاب الزھد'' میں درج ذیل راویوں سے منقول ہے۔

محمود بن غیلان ابواحمد زبیری ، سفیان بن عیینہ ، محمد بن بشار ، محمد بن جعفر ، محمد بن مثنیٰ ان میں سوائے محمود بن غیلان اور ابواحمد الزبیری

کے باقی تمام پر بحث گزر چکی ہے۔ وہاں سے پڑھ لیں۔

رہا محمود بن غیلان تو یہ دسویں درجے کا راوی ہے۔

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۳۸۸

تقریب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

اور ابو احمد زبیری کے متعلق دیکھو

تہذیب جلد ۵ صفحہ ۱۶۶

"قال العجلی کوفی ثقة یتشیع"

یعنی کوفی شیعہ اور ثقہ ہے۔

راقم الحروف حیران ہے ان علماء اور محدثین پر جو یہ بات کہہ دیتے اور لکھ دیتے ہیں کہ شیعہ ہے اور ثقہ ہے۔

جبکہ شیعہ "منکر قرآن" "تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین" اور "پوری ملت اسلامیہ" کو (نقل کفر، کفر نباشد) "کافر اور مرتد" کہتے اور مانتے ہیں۔

حیرت ہے ان کو لکھ دیا جاتا ہے کہ راوی ثقہ ہے۔ وہ بے ایمان تو اس لائق بھی نہیں کہ اس کی کسی بات کا اعتبار کیا جائے۔

وہ جھوٹا اور تقیہ باز ہے۔

تو کیا وہ ثقہ ہے؟

شیعہ کیسے ثقہ ہوسکتا ہے؟

وہ تو دوزخی اور جہنمی کتا ہے۔

آخر میں گذارش ہے۔

کہ جو روایات بندہ کی نظر سے گزریں ان پر تبصرہ اور بحث کردی گئی ہے۔ نیز بندہ ناچیز کا دعویٰ ہے کہ ایسی روایات جس کتاب میں بھی موجود ہوں گی ان کے راوی ضرور برضرور اور لازمی یہی اشخاص ہوں گے۔ جو زیر بحث آ چکے ہیں۔ اگر کوئی اور راوی بھی ہو تو اس کا حال بھی ان ہی کی طرح ہو گا۔ جو نہ قابل اعتبار ہی ہوں گے۔

اس عنوان کی کوئی بھی روایت بالکل صاف، مرفوع، متصل اور صحیح سند کے ساتھ بالکل موجود نہیں ہے۔ بالفرض ہو بھی تو قرآن مجید کے مقابلے میں قطعاً قبول نہیں۔

روایت متروک اور مسترد ہو سکتی ہے۔ لیکن آیت کا انکار کفر ہے۔

اب روایت بخاری شریف پر دوسری بحث پڑھیے!

بخاری شریف کی روایت میں دیکھئے کس قدر اضطراب پایا جاتا ہے۔

چنانچہ روایت نمبر ۱ میں یہ الفاظ ہیں۔

"وان ناسا من اصحابی"

اور روایت نمبر ۲ میں

"ثم یؤخذ برجال من اصحابی"

نیز اس کے آخر میں ہے۔

"قال هم المرتدون الذین ارتدوا علی عهد ابی بکر فقاتلهم ابوبکر"

یادر ہے جن لوگوں سے امام اول خلیفہ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا تھا ان میں سے کوئی بھی صحابی نہ تھا۔

یعنی جو لوگ آپ کے عہد مبارک میں مرتد ہو گئے تھے ان میں کوئی بھی فرد صحابی رسول نہ تھا بلکہ وہ وہ قبائل یا لوگ تھے جو مسلمان تو ہو گئے تھے مگر صحبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور شرف صحابیت سے ہنوز محروم تھے۔ یعنی وہ لوگ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں بحالت ایمان ابھی تک حاضر نہیں ہو سکے تھے۔

اور روایت نمبر ۳ میں ہے

"انه یجاؤ برجال من امتی"

اور روایت نمبر ۴ میں ہے۔

"وان ناسا يؤخذ بهم"

اور روایت نمبر ۶ میں ہے۔

" رجال منكم "

نیز اس میں "ثم يختلجن" بھی ہے۔ جو کہ اس سے پہلی روایت میں نہیں ہے۔

روایت نمبر ۷ میں ہے

"ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتهم"

روایت نمبر ۸ میں ہے۔

" ليردن عليّ اقوام اعرفهم ويعرفوني ثم يحال بيني و بينهم"

اور پھر اسی روایت کے آخر میں ہے۔

"قال يرد علی يوم القيمة رهط من اصحابی "

اور پچھلی روایات میں ہے۔

" انک لا تدری ما احدثوا بعدک "

اور اس روایت میں ہے۔

"انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقریٰ "

اورروایت نمبر۱۰میں ہے۔

" انا قائم اذا ذمرة "

نیز اس میں ہے۔

" خرج رجل من بيني و بينهم "

اور پھر اس کے آخر میں ہے۔

"فلا اراه يخلص فيهم الا مثل همل النعم "

اورروایت نمبر۱۱کی تقریباً ساری کی ساری عبارت پہلی روایات سے مختلف ہے۔اور متن میں بھی شدید اختلاف ہے۔

نیز اس میں بجائے "من اصحابی" کے "منی و من امتی" ہے۔

اورروایت نمبر۱۲میں ہے۔

"فيؤخذ بناس من دوني فاقول امتي فيقال لا تدري مشوا على القهقرىٰ "

اورروایت نمبر۱۳میں ہے۔

"ليرفعن الى رجال منكم"

دیکھیے کیا تماشہ بنا ہوا ہے۔اضطراب ہی اضطراب اور روایات میں اختلافات ہی اختلافات ہیں۔

کوئی کہتا ہے حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اصحابی فرمایا۔

تو دوسرا کہتا ہے نہیں بلکہ آپ نے ناس فرمایا

اور کوئی اقوام بیان کرتا ہے۔

اور کسی روایت میں ”رھط“ آیا ہے۔

کوئی امتی بیان کرتا ہے۔

یہ کیا ہے؟

عبارت میں اس قدر اضطراب واختلاف

کوئی جانے تو کیا جانے، کوئی سمجھے تو کیا سمجھے۔

معلوم ہوا!

کہ بات اصل میں کوئی بھی نہیں یہ سب دشمنان اسلام یہود وروافض کی تکیں ہیں۔

علاوہ ازیں!

یہ روایات ان آیات قرآنی کے بھی خلاف ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ آپ اپنی امت بلکہ ساری مخلوق پر گواہ اور شاہد ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ویکون الرسول علیکم شهیدا

(پارہ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بک علی

ھٰؤلآء شهیداo (پارہ ۵ سورہ النساء آیت ۴۱)

ودیگر آیات قرآن

اور ظاہر ہے۔ کہ گواہ وہی ہوتا ہے۔ جو مشہود علیہ کے متعلق مکمل اور
کامل علم اور واقفیت رکھتا ہو۔ ورنہ گواہ جھوٹا اور کاذب سمجھا جائے گا۔ اور اس
کی گواہی مردود اور نا قابل قبول ہوگی۔

کہاں عام گواہ کا حکم، اور کہاں اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جو
اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے۔ شاہد اور گواہ ہیں۔ جو وجود باری تعالیٰ
(جنت و دوزخ) اور (حشر و نشر) کے حقیقی شاہد اور گواہ ہیں۔ وہ بھی اللہ کی
طرف سے مقرر کردہ۔ تو کیا پھر وہ سب کچھ نہ جانتے ہوں گے۔ اور جن کے
حق میں یا جن کے خلاف آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہادت اور گواہی دیں گے۔
ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہ ہوگا؟ یقیناً ہوگا۔ جیسا کہ مذکورہ
آیات اور ان جیسی کئی قرآنی آیات سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔

یہ الگ موضوع ہے اس پر بے شمار کتاب و سنت سے دلائل اور براھین پیش کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں صرف دو تین حوالہ جات سپرد قلم کیے جاتے ہیں۔ پڑھیئے اور اپنے ایمان کو جلا بخشیئے!

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت مقدسہ ویقول الرسول علیکم شھیدا

کے تحت لکھتے ہیں۔

رسول علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم مطلع است بہ نور نبوت ہر دین، متدین خود کہ درکدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمارا واخلاق ونفاق شمارا، لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی)

اور شبیر احمد عثمانی اسی آیت مقدسہ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔

اس وقت آپ کی امت انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر شبیر احمد عثمانی)

اور دوسرے مقام پر سورۃ النساء کی مذکورہ آیت مقدسہ کی تفسیر میں لکھتا ہے۔

یعنی ان کافروں کا کیا برا حال ہوگا۔ جس وقت کہ بلائیں گے ہم ہر امت اور ہر قوم میں سے گواہ ان کے حالات بیان کرنے والا۔ اور ان کے واقعی معاملات ظاہر کرنے والا۔ اس سے مراد ہر امت کا نبی اور ہر عہد کے صالح اور معتبر لوگ ہیں۔ کہ وہ قیامت کو نافرمانوں کی نافرمانی اور فرمانبرداروں کی فرمانبرداری بیان کرینگے۔ اور سب کے حالات کی گواہی دیں گے۔ اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان پر یعنی تمہاری امت پر مثل دیگر انبیاء علیہ السلام کے احوال بتانے والا اور گواہ بنا کر لاویں گے۔ اور یہ بھی احتمال ہے۔ کہ ''ھؤلآء ک'' کا اشارہ انبیاء سابقین یا کفار مذکورہ بالا کی طرف ہو۔ اول صورت میں انبیاء مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء سابقین کی صداقت پر گواہی دیں گے۔ جبکہ ان کی امتیں ان کی تکذیب کریں گی۔ اور دوسرے احتمال سے کفار مراد ہوں تو مطلب یہ ہے کہ انبیاء سابقین جب اپنی اپنی امت کے کفار فساق کے کفر وفسق کی گواہی دیں گے تو تم بھی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کی بداعمالی پر گواہ ہوں گے۔ جس سے ان کی خرابی اور برائی خوب محقق ہو

گی۔ (تفسیر عثمانی)

اور مذکورہ روایات سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کی نفی ہوتی ہے۔

جیسا کہ "انک لا تدری

اور انک لا علم لک" سے معلوم ہوتا ہے۔

ولہذا یہ روایات نا قابل قبول ہیں۔

علاوہ ازیں یہ روایات ان صحیح حدیثوں کے بھی خلاف ہیں۔ جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلفاً فرمایا

"واللہ مااخاف علیکم ان تشرکوا بعدی"

اللہ تعالیٰ کی قسم بے شک مجھے تم پر اپنے بعد شرک کا کوئی خطرہ نہیں۔

بخاری شریف جلد ا صفحہ ۱۷۹ و جلد ۲ صفحہ ۹۷۵)

ولہذا یہ روایات اس لیے بھی قابل قبول نہیں ہیں۔

هذا ما عندی والله اعلم ورسوله بالصواب

ان اريد الا الاصلاح ما استطعت وما توفيقی الا بالله ط

عليه توكلت واليه انيب o

وما علينا الا البلغ المبين

تمت بالخير

دارالعلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ عرصہ دراز سے خدمتِ اسلام میں معروف ہے۔ تعلیم وتربیت اور درس وتدریس کے علاوہ تصنیف کے سلسلے میں بے مثال خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

مصنف ہذا کی تصنیف کردہ انتہائی تحقیقی وعلمی کتب درج ذیل ہیں۔

1۔ الجواب المعقول
2۔ احکامِ حج وعمرہ
3۔ اہل بیت اطہار کا بے ادب کون؟ (زیرِ طبع)
4۔ سُنی شیعہ بھائی بھائی کیسے؟
5۔ بخاری شریف کی حوضِ کوثر کے عنوان پر وارد روایات پر محققانہ بحث

مرکزِ اہلسنت والجماعت دارالعلوم محمدیہ فاروقیہ رضویہ رجسٹرڈ علاقہ کا وہ واحد ادارہ ہے جو صحیح طریقہ سے خدمتِ اسلام سرانجام دے رہا ہے۔ اس میں کثیر التعداد طلباء وطالبات قرآن وحدیث، فقہ وتفسیر کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ اور بہت سے طلباء تحصیلِ علم کے بعد ملک کے مختلف مقامات پر خدمت دین سرانجام دے رہے ہیں۔

لہٰذا مخیّر حضرات سے اپیل ہے کہ وہ اس سلسلے میں دارالعلوم ہذا کی دامے درمے سخنے قدمے حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اور اپنی دولت سے خدمت اسلام فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

ملنے کا پتہ

مرکزی دارالعلوم جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ رجسٹرڈ بھکی شریف منڈی بہاؤالدین
مرکزی دارالعلوم جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ رجسٹرڈ شادیوال ضلع گجرات